رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے حہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲ر

فہرست مضامین
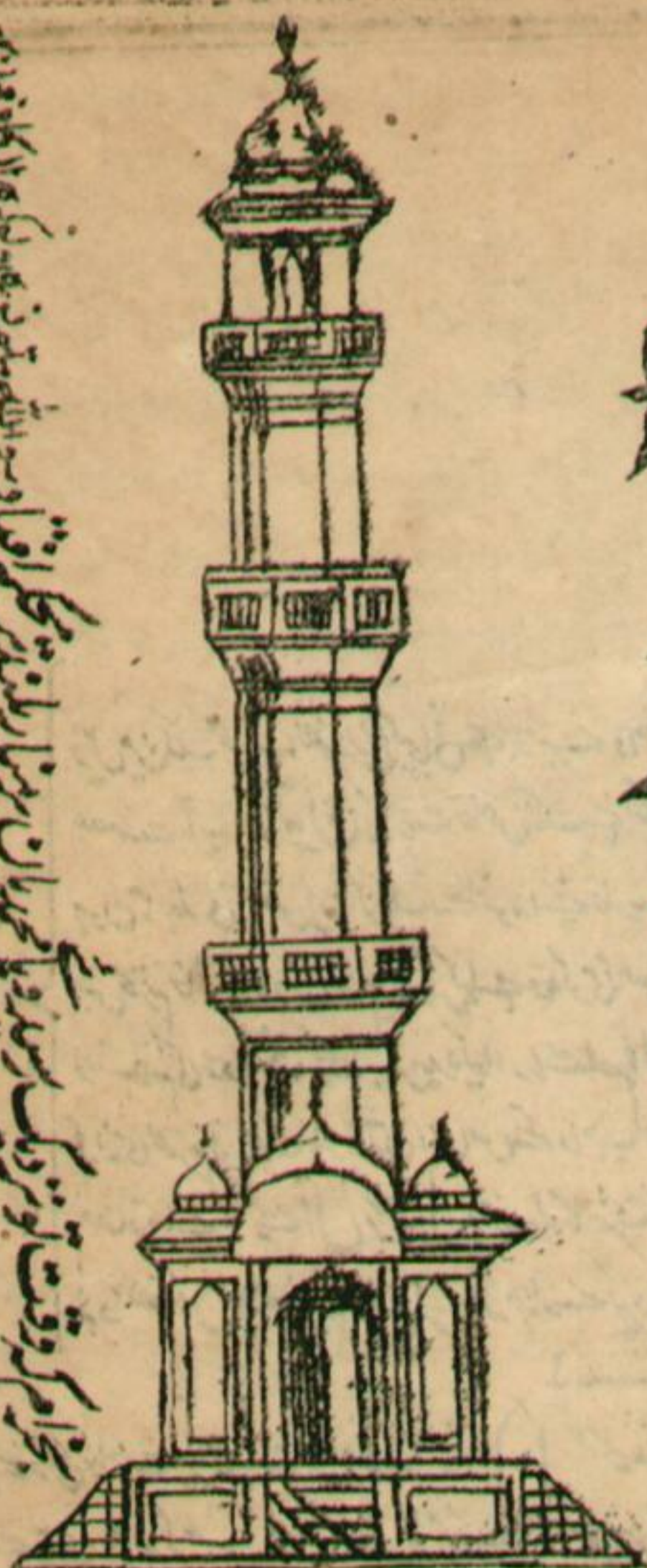
نمبر ۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان ہر طرح سے خوش و خرم اور مسرور بعنایات الٰہی ہے - صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب جو لاہور تشریف لے گئے تھے مع الخیر دار الامان آپہونچے

۲- بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے ہر آئینہ مسرت بخش ہے - حضرت فاضل امروہی ایک مہینہ کے لئے وطن تشریف لے گئے -

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں بڑے زور شور سے متواتر بارش ہوتی رہی کسیقدر اولے بھی پڑے اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندون پر رحم فرمائے -

۴- بینڈی چیری ضلع منٹگمری - سٹروعہ ضلع ہوشیارپور کریام ضلع جالندھر - زیرہ ضلع فیروزپور سے بہت سے خدام حاضر ہوئے - لاہور سے آج جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویر ہوس مع ڈاکٹر نور محمد صاحب حضرت حجۃ اللہ کے حضور حاضر ہوئے -

۵- ۱۷ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو مسٹر گاڈلے انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے معائنہ کیلئے تشریف لائے - آپ کے ساتھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب ضلع گورداسپور بھی تھے - مسٹر گاڈلے ایک نیک نیت اور خوش اخلاق اور علم دوست آفیسر ہین - آپ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق بورڈنگ ہوس - بک ڈپو - اور ڈسپنسری کا معائنہ فرمایا اور بہت محظوظ ہوئے - اور مدرسہ کی حالت کو اپنی امید اور توقع سے بڑھ کر قابل اطمینان پایا - صاحب ممدوح نے اس وسیع قطعہ اراضی کو بھی دیکھا جو مدرسہ کی جدید عمارت کیلئے خرید لی گئی ہے - اور بہت ہی محظوظ ہوئے - صاحب ممدوح کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ چونکہ عمارت کثیر اخراجات کو چاہتی ہے اور آجتک ہم نے کبھی ایک پائی بھی گورنمنٹ سے بطور امداد نہین لی مگر عمارت کے لئے ہم چاہتے ہین کہ آپ مدد دین جسپر انہون نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ مین بڑی خوشی سے اسکی سپارش کرون گا - آپ اسی دن واپس ہرچووال چلے گئے - ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے بعض جماعتون کا امتحان لیا مگر نہایت اخلاق اور ملاطفت کا برتاؤ طلباء سے کیا انکا امتحان لینا ایسا تھا جیسے کوئی شفیق استاد بچون سے سبق سنتا ہے - ایسے نیک دل آفیسر جس ضلع مین ہون پبلک کی شکر گذاری کے قابل ہوتے ہین -

۶- یکم مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو کارخانہ الحکم کے مطبع سے ایک جدید رسالہ تشحیذ الاذہان نام شائع ہوگا جسکے ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہین -

یہ رسالہ ہمارے چند با ہمت نوجوانون کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے - غرض اس سے یہ ہوگی کہ وہ سلسلہ کی قلمی خدمت کے لئے طیار ہو سکین سہ ماہی وار شائع ہوگا - قیمت ۱۲ر سالانہ ہوگی - خدا کرے کہ یہ رسالہ بہت سے نوجوانون اور بوڑھون کی بہتری کا باعث ہو - اور ہر طرح سے اسے کامیابی ہو - مجھے ہمیشہ شکایت رہتی تھی کہ ہمارے نوجوان قلمی مذاق کی طرف توجہ نہین کرتے - الحمد للہ توجہ ہو چلی ہے - اور اسکے بہترین نتیجے پیدا ہونے کی توقع ہے - دفتر الحکم سے اس رسالہ کو بظاہر بجز اسکے کوئی تعلق نہین کہ وہ اسکے مطبع مین چھپے گا - اسکے لئے درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان آنی چاہیئیں -

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۱- فروری سنہ ۱۹۰۶ء - الہام ہوا - پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا - اب انکی دلجوئی ہوگی -

۱۶- فروری سنہ ۱۹۰۶ء - رَبِّ اشفع زوجتی هٰذہ واجعل لها برکات فی السماء وبرکات فی الارض -

۱۹- فروری سنہ ۱۹۰۶ء عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی - بریّتا - واذ کففت عن بنی اسرائیل - یہ خیال گذرتا ہے واللہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے - یعنی مرد میدان بنکر کارروائی نہ کرے - بلکہ چھپ کر عورتون کی طرح کوئی نقصان پہونچانا چاہے جس کا نتیجہ آخر بریت ہو مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے - اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے - اس کے کیا معنے ہین - ایک مردون کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہو کر کوئی بدی کرتا ہے - یا عورت کی طرح چھپکر کوئی حملہ کرتا ہے اور آخری فقرہ کے یہ معنے ہین کہ فرعون کے شر سے ہمنے بنی اسرائیل کو بچا لیا -

۱۹- فروری سنہ ۱۹۰۶ء - دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہان لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہین کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے - تب خواب سے حالت الہام کیطرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا

"بشیر الدولہ"

فرمایا - کئی آدمیون کیواسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہین کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کیطرف اشارہ ہے - ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میان منظور محمد کے پیدا ہوگا جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے - اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبالمند اور صاحب دولت ہو

(کتبہ مجید حسن عفی عنہ)

سفرنامہ دہلی

از [illegible]

جب ہم حضرت کے پاس پہنچے تو جواب انکی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ ہی کل چشمدید حالات عرض کئے تو آپ وہ اس رقعہ کا جواب ہی لکھ رہے تھے کہ چار پانچ سو آدمیوں کا مکان میں ہجوم ہوگیا اور جہلا نے علاوہ بدزبانی کے سیڑھیوں کے دروازے توڑ دیئے اور اوپر کے مکان کے صحن تک جا پہنچے بڑی مشکل سے انہیں روکا گیا اور فریق ثانی کے حاملین رقعہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اسوقت مرزا صاحب کے مکان میں امن نہ تھا۔ شام تک ہجوم کی یہی کیفیت رہی اور اتنی بھی گنجایش نہ تھی کہ ہم اوپر کے مکان سے نیچے کے مکان تک آ سکتے عجیب قسم کا طوفان بےتمیزی بپا ہو رہا تھا ایسی حالت میں جو کچھ مناسب تھا مرزا صاحب نے جواب لکھ بھیجا۔ اور بحث کیلئے بدستور مستعدی ظاہر کی۔ اس جلسہ میں جسے دلی والوں کا ایک خاص اور تاریخی جلسہ کہنا چاہئے مرزا صاحب کا جانا لازمی تھا جلسہ کا وقت ۹ بجے کا تھا اور ۱۲ بجے تک بحث کی شرائط قرار پائیں اور اسپر بھی امن وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا جس سے امید ہو سکتی کہ مرزا صاحب کی گفتگو امن کے ساتھ سنی جاویگی اسلئے مرزا صاحب نے صاف لکھدیا کہ شرائط کا تو تصفیہ ہو ہی گیا ہے میں اپنے طور پر بھی امن کا کچھ انتظام کرکے آپ کو اطلاع دونگا اور بتراضی فریقین ایک تاریخ مقرر ہو کر جلسہ کیا جائے اور بحث شروع ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہی ۱۳ اکتوبر کو اسطرف سے پورا اطمینان کرکے مرزا صاحب نے میاں صاحب کو رقعہ لکھدیا اور انہیں شرائط تصفیہ یافتہ کے بموجب تاریخ ۱۸ اکتوبر مقرر کردی اور ساتھ ہی لکھدیا کہ اگر آپ کو یہ تاریخ منظور ہو تو رقعہ پر دستخط کرکے بھیجدیجئے تاکہ اسے شایع کردیا جائے۔ میاں صاحب نے رقعہ تو لیلیا۔ اور جواب کو دوسرے دن پر ٹالا جواب دوسرے دن رات کے دس گیارہ بجے مرزا صاحب کے پاس پہونچا جسمیں میاں صاحب نے مرزا صاحب سے خود گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا اور اپنے دو شاگردوں کو بحث کیلئے پیش کیا ایک شیخ بٹالوی صاحب کو اور دوسرے عبدالمجید صاحب واعظ کو۔ ناظرین ذرا میاں صاحب کی اس حرکت کو ملاحظہ فرمانا۔ ہر روز قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور احقاق حق کا موقع آ پڑے تو شاگردوں کو پیش کردیتے ہیں۔ خیر مرزا صاحب نے اس بات کو بھی منظور کرلیا کہ اگر میاں صاحب یہ تحریر لکھدیں کہ میرے شاگردوں کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور ہوگا اور بحث گویا میرے نام سے ہی میرے شاگرد کریں گے اور ہر پرچہ پر میرے ہی دستخط ہونگے۔ تو ہمیں ان کے شاگردوں کے ساتھ ہی مباحثہ منظور ہے۔ غرض معاملہ صرف یہ تھا کہ بحث کا اثر عام ہو پر پیغام دلی کے ایک پلیڈر کی معرفت بھیجا گیا اسپر فریق ثانی نے پہلا ساختہ پرداختہ کالعدم کردیا اور شرائط کا جو تصفیہ ہوا تھا سب باطل کردیا۔ اور از سر نو شرائط پیش کرنے کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک مجلس منعقد کیجاوے اور کثرت رائے پر شرائط کا تصفیہ کیا جائے اور تنقیح طلب یہی پبلک کی کثرت رائے پر قرار پائے۔ ناظرین ذرا غور کرنا ۱۱ اکتوبر کو ۱۲ بجے جن شرائط کا تصفیہ ہوا تھا اب فریق ثانی نے انہیں توڑ دیا اور یہ ایک نئی بحث نکالی۔ مرزا صاحب نے اس تجویز کو بھی اسطرح منظور کرلیا کہ دو آدمی اسطرف سے اور دو دوسری طرف سے مقرر ہوں کیونکہ اگر عام مجلس منعقد کیجاتی تو لامحالہ کثرت فریق ثانی کیطرف ہی ہونی تھی اور وہ باہم شرائط کا تصفیہ کریں۔ چنانچہ اسطرف سے دو آدمی بھیجے گئے۔ مگر بٹالوی صاحب نے اس بات پر انکار کردیا کہ مرزا صاحب کی دستخطی تحریر اس مجلس کی منظوری کے متعلق پیش کیجائے۔ ہم نے ہر چند کہا کہ قلم دوات ہم مہیا کرتے ہیں ابھی منظوری لکھ دیتے ہیں مگر وہاں کی اصل غرض ہی اور تھی۔ انہوں نے منظور نہ کیا اور مرزا صاحب کی تحریر پر ہی زور دیا جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا۔ کہ آپ ہی اس مجلس کے انعقاد کی درخواست تحریری بھیجیں۔ یہ کل کارروائی زبانی ہوئی اور نتیجہ کچھ نہ نکلا شیخ الکل صاحب میدان میں تو نہ نکلے اور اپنی جھوٹی فتحمندی کے اشتہار شایع کرتے رہے۔ آخرکار جب کسیطرح سے بھی شیخ الکل صاحب میدان میں نہ آئے اور چند دن کیت و لعل میں ضایع کئے تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک غیرت دلانیوالا اشتہار ۱۷ اکتوبر کو شایع کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لکھا

"بالآخر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسیطرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلایل وفات مسیح سنکر اللہ جلشانہ کی تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ دلایل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کیطرف اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کھلے کھلے منطوق سے اسپر شہادت دیتی ہیں اور میرا عقیدہ یہی ہے تب میں آپکی گستاخی اور حق پوشی اور بددیانتی اور جھوٹی گواہی کے فیصلہ کیلئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کرونگا اور میری توجہ پر مجھے ارشاد ہوچکا ہے **ادعونی استجب لکم** اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقوی کا طریق چھوڑ کر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کو نظر انداز کردیں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کھلا کھلا اثر پڑیگا جو دوسروں کیلئے بطور نشان کے ہو جائیگا۔ تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو بھی خداتعالی کوئی نشان دکھلا دیوے"

اس اشتہار کو پڑھ کر شیخ الکل صاحب دو دن تو خاموش رہے۔ اور ہم نے سمجھا کہ پی گئے۔ مگر آخر ۱۹ اکتوبر کی رات کو ایک رقعہ پہونچا جسمیں لکھا تھا کہ ۱۷ تاریخ کا اشتہار دیکھکر ہم نے آپکا (مرزا صاحب) کہا کہ مالش کرنیکا ارادہ کرلیا ہے کل ۲۰ تاریخ کو ۲ بجے جامع مسجد آ جاؤ اور ہم قسم کھائیں گے۔ مگر اب بھی صفائی اور نیک نیتی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مطلب کو تو کہیں چھوڑ دیا اور بارہ تیرہ دفعات عقاید کے متعلق لکھدیں کہ انپر قسم کھائی جائیگی۔ اور شرط یہ کہ قسم کھانے پر مرزا صاحب کو اسی وقت توبہ کرنی ہوگی۔

اب یہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے آخری طور پر جبکہ شیخ الکل صاحب کسیطرح بھی امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتے تھے انہیں آسمانی فیصلہ کی دعوت دی۔ تاکہ حق لوگوں پر ظاہر ہو جاوے مگر دیکھئے میاں صاحب کو غیرت بھی آئی تو انہوں نے کس حکمت عملی سے اسے ٹالدیا۔ ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ جو شرط شیخ الکل صاحب نے لگائی ہے اسمیں اللہ تعالی کا کچھ تعلق رکھا گیا ہے؟ آسمانی فیصلہ تو اسی حالت میں سمجھا جائیگا جب آسمان سے اس کے متعلق کسی فریق کو ڈگری عطا ہو اور اس ڈگری کے صادر ہونے کیلئے مرزا صاحب نے ایک سال کی مہلت رکھدی تھی پھر ڈگری بھی کیسی جسمیں کسی قسم کا گمان اور شک نہ ہو۔ بلکہ کھلا کھلا نشان جسے نشان مانگنے والے بھی مان جائیں۔ شیخ الکل صاحب کو اپنی صداقت پر پورا یقین تھا تو اسیطرح فیصلہ کرلیتے وہ کیوں ہچکچا گئے۔ آسمانی فیصلہ کا انہوں نے کیوں انتظار کیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دل انہیں کیا کہ رہا تھا؟ پھر انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی کہ مجھے قسم کھانے پر اور قسم بھی حیات مسیح کے متعلق نہیں بلکہ دیگر عقاید کے متعلق جنکا فیصلہ حضرت اقدس نے پہلے ہی اور خاص جلسہ میں ہی کردیا۔ حضرت اقدس اسی وقت توبہ کریں؟ مرزا صاحب کے الٰہی کارخانے کا دارمدار شیخ الکل کی قسم پر تو نہیں ان کا دارمدار تائید ربانی پر ہے اور بدوں اس تائید کے سچے جھوٹے کی شناخت کیسی ہوسکتی ہے کسطرح اس امر کی تصدیق ہو سکتی تھی کہ شیخ الکل صاحب نے قسم سچی کھائی ہے یا جھوٹی؟ انکی قسم پر کیا کیسے جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا اور اصل چال یہ تھی کہ شیخ الکل صاحب اور ان کے شاگرد پیشہ نے اس دفعہ بھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تھا مگر اس دفعہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ انکے رقعہ کا جواب تو صبح ہی بیس تاریخ کو لکھدیا گیا اور انہیں اشتہار ۱۷ اکتوبر کی عبارت کی نقل بھیج دیگئی اور انہیں اسپر توجہ دلائی گئی کہ جلسہ میں انہیں کس امر کے متعلق قسم کھانی ہے۔ جب یہ رقعہ پہونچا تو وہ ایک اور چال چلے اور وہ یہ کہ حاملین رقعہ کو واپس بھیجدیا اور جواب ڈیڑھ بجے کے قریب لکھا جسمیں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی حجت تمام کرنیکی غرض سے اسیوقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھدیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس معہ چند خادموں کے دو بجے ہی مسجد جامع میں جا پہنچے۔ فریق ثانی نے اسدفعہ حضرت اقدس کو جلسہ میں جانے سے روکنے میں جسقدر بالائی کوششیں کیں اور جسطرح انتظام کی راہ میں [illegible] رکاوٹیں پیدا کیں ان کے بیان کی ہم کچھ ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ فریق ثانی کی ساری کوششیں ناکام رہیں اور انتظام نہایت معقول ہو۔ ذرا یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس بڑے بھاری مجمع کا انتظام جسمیں پانچ چھ ہزار آدمی موجود تھا ایک مسافر کے ذمہ تھا جسکی مخالفت پر دہلی کی کل مسلمان دنیا تلی ہوئی تھی۔ فریق ثانی سخت مایوس ہوئے جب انہوں نے انتظام کی معقولیت دیکھی اور حضرت اقدس کو معہ خدام مسجد میں تیار و مستعد بیٹھے پایا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الکل صاحب کا جلسہ میں آنے کا دراصل کوئی ارادہ نہ تھا انہوں نے صرف ایک حیلہ کیا تھا جو انکی بدقسمتی سے کارگر نہ ہوا۔ چنانچہ انہیں جب خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدہ گھنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کرکے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے چنانچہ جب جماعت کھڑی ہوئی تو فریق ثانی میں سے ایک شخص نے آکر کہا جماعت تیار ہے۔ اسے کہدیا گیا کہ ہم باجماعت نماز پڑھ آئے ہیں۔ افسوس یہ سنکر بھی مخالفوں نے مرزا صاحب پر بہتان اور افترا باندھنے میں کوتاہی نہ کی! جب چار بج گئے تو شیخ الکل صاحب کی جو مرزا صاحب کے مقابل درمیانی درے میں پہلے بچھائی گئی تھی سمیٹ کر اٹھالی گئی۔ گویا شیخ الکل صاحب جلسہ میں آکر بھی مقابلہ پر بیٹھنے سے تامل میں تھے۔ اور ایک الگ درے میں جا بیٹھے!!

ہم انکی اس حرکت پر حیران ہی تھے کہ عبدالمجید صاحب واعظ وہی اپنا رقعہ لئے ہوئے آئے۔ اسوقت ہم مع شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات پنجاب جو حضرت کے مخلص خادموں میں شامل ہونے کا فخر رکھتے ہیں صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کھڑے تھے۔ عبدالمجید صاحب نے آتے ہی صاحب بہادر کو مخاطب کیا اور ہمیں سنانے کی غرض سے کہا کہ

فریق ثانی اس رقعہ پر عمل کرنیکو تیار ہے یا نہیں ہم نے اسی وقت حضرت اقدس سے ان رقعوں کی جوان کے جواب میں بھیجے گئے تھے نقل لی اور پیش کرکے کہا کہ آپ کو اس رقعہ کے بموجب قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں غرض بہت ہی تقرار ہوتے رہے آخر جب اتنی ثابت کر دیا گیا کہ یہ سوال کرنیکا حق ہمارا ہے کہ آپ کو بپابندی الفاظ اشتہار کے جس کے بموجب آپ نے ہمیں آنیوالو کا ارادہ کیا ہے اور ہمیں اس جلسہ میں بلایا ہے قسم کہانی منظور ہے کہ نہیں وہ آخری رقعہ ہی ہمارا ہی تہا جس کے بموجب ہم جلسہ میں آئے تہے تو عبد المجید صاحب گھبرا کر شیخ الکل صاحب کی پرائیوٹ چیمبر میں چلے گئے اور پہر تہوڑی دیر کو آ کر کہا بس ہم اور کچھ نہیں پوچھتے ہمارا سوال یہی کہ آیا آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں؟

ناظرین ذرا غور کرنا۔ اب جلسہ میں اگر یہ دوسری بات پیدا کی گئی ہے۔ ادہر سے جواب دیا گیا کہ پہلے حیات و وفات مسیح کا فیصلہ ہو جس کیلئے آج کا جلسہ منعقد کیا گیا ہے بعد ازاں مسیح موعود کا ثبوت پیش ہوگا اتنے میں انہوں نے لوگوں کو یہ مغالطہ دینا شروع کیا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں اور دیگر عقاید پر بحث نہیں کرتے۔ مگر اسوقت بڑے زور کے ساتھ حاضرین کے ذہن نشین کر دیا گیا کہ مغالطہ دیتے ہیں اور حضرت ہر ایک امر پر بحث کیلئے تیار ہیں شیخ الکل صاحب کا اختیار ہے خواہ قسم کہا لیں اور خواہ بحث کر لیں اور بلند آواز سے کہدیا گیا کہ اگر بحث شروع ہو۔ پہلے حیات و وفات مسیح کا فیصلہ ہو پہر مسیح موعود پر بحث ہو۔ پہر عقاید کے متعلق حضرت اپنے مخالفوں کے بہتانوں کی تردید کریں گے اور صاحب بہادر پر بہی عبد المجید صاحب کی مغالطہ دہی کی قلعی کہل گئی جب انہیں اس تمثیل سے سمجہا دیا گیا کہ جبتک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی شخص اس کا جانشین کیونکر ہو سکتا ہے پہلے یہ تو فیصلہ ہو جائے کہ عہدہ ہی خالی ہے یا نہیں جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ عہدہ خالی ہے تو پہر مرزا صاحب اپنے استحقاق کی خصوصیت بیان فرما دینگے اور معزز حاضرین جلسہ نے بہی تسلیم کر لیا کہ واقعی یہ بات معقول ہے کہ پہلے مسیح کے حیات و وفات پر بحث ہو پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئیے۔ پہر عبد المجید صاحب نے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا کہ ہم نے فوراً اس مغالطہ کو دور کیا۔ غرض شام کے قریب تک یہ جہگڑا و کلام میں ہوتا رہا اور اسطرف سے کوئی امر قرار نہ پایا جب اس بات سے چند معزز حاضرین نے بہی زور دیا کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو تو عبد المجید صاحب پہر کونسل چیمبر میں گئے اور بٹالوی صاحب آئے کہ اس مسئلہ پر بحث میں کرتا ہوں۔ ہم نے صاف کہدیا کہ اس وقت آپ مخاطب نہیں ہو سکیں شیخ الکل صاحب بحث کریں۔ چنانچہ وہ

اپنا سا مونہہ لیکر واپس چلے گئے۔ جناب خواجہ محمد یوسف صاحب پلیڈر علیگڈہ نے جو ایک نہایت انصاف پسند آدمی ہیں۔ اس موقعہ پر بڑا زور دیا کہ کسیطرح فیصلہ ہو جائے۔ مگر فریق ثانی نے انہیں بہی مایوس کر دیا حالانکہ فریق ثانی ستے قولی کہ بموجب حجت تمام کرنیکی غرض سے رقعہ بہی لکہدیا گیا۔ مگر انہوں نے نہ ماننا تہا نہ مانا۔ آخر سیٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ دیکہکر کہ بحث نہیں ہو سکتی۔ لوگوں کو رخصت کر دیا غرض یہ اصل واقعات اس بڑے جلسہ کے ہیں جو جامع مسجد میں ہوا تہا۔ اسی سے قیاس کر لینا چاہیے کہ دلی کے ملا اس امر کے تصفیہ کے متعلق کہاں تک نیک نیتی اور صفائی پر تہے۔ افسوس انہوں نے حق کو چہپا لیا۔ اور لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ یہ دہلی کی کل کارروائی ہے۔ جسے ہم نے مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ جسقدر استہزا اور تمسخر اس مقہور اور مغضوب سرزمین نے ایک ولی الله جری الله پر کیا اس سے بڑہ کر کسی اور جگہ ممکن نہیں۔ یہ دلی والوں کا ہی حصہ تہا

دلی والوں نے جب اپنے علماء کی یہ حالت دیکہی تو انہوں نے بہوپال سے مولوی محمد بشیر صاحب کو منگایا۔ اور ۲۳۔ تاریخ سے ان کا مباحثہ حضرت اقدس کے ساتہہ شروع ہوا۔ اور ۲۷ کو ختم ہوا۔ ناظرین اس بحث پر لکہنا ہمارا کام نہیں۔ یہ کام ہمارے عالم و فاضل معزز اور پر جوش مولوی عبد الکریم صاحب کا ہے جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت کلمۃ الله میں اپنی زندگی وقف کر رکہی ہے اور جنکی تقریر اور تحریر میں الله تعالیٰ نے فصاحت اور تاثیر بخش رکہی ہے۔ وہ بڑے شوق کے ساتہہ محض الله تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے اور حق کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی نیت سے مولوی محمد بشیر صاحب والے مباحثہ کو رسالہ الحق سیالکوٹ میں چہاپنے کے لئے مرتب کر رہے ہیں۔ اور اس پر اپنا ایک انٹروڈکشن بہی لکہہ رہے ہیں جو واقعی حق پسند ناظرین کے دیکہنے اور غور کرنے کے قابل ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمین

نوٹ۔ یہ مضمون ۱۹۰۱ء کا لکہا ہے وہ مباحثہ چہپ چکا۔ مگر افسوس آج مخدوم الملۃ اس دوسرے سفر کے حالات دیکہنے کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ ایڈیٹر۔ (باقی آئندہ)

زمیندار توجہ کریں

پنجاب کے محکمہ زراعت کے ڈائرکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل ہدایات الحکم میں شایع ہونے کے لئے بہیجی ہیں جنہیں مفید سمجہکر شایع کر دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ہدایات دربارہ ہلاک کرنے سونڈیوں کے جو فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۱) ماہ دسمبر میں دفتر ہذا سے دربارہ جلانے کپاس کی لکڑیوں کو اور ان کے بل جلانے کے جو کہیتوں میں جہاں کہ فصل کپاس بوئی گئی تہی جاری ہوئی تہیں۔ ان ہدایات کے جاری کرنیکی یہ غرض تہی کہ اس سے تمام سونڈیاں جن کے باعث سال ۱۹۰۵ء میں فصل کپاس کو سخت نقصان پہونچا تہا۔ ہلاک ہو جاویں جسجگہ ان ہدایات پر عمل ہوا ہے وہاں سونڈیاں ضرور ہی اچہی تعداد میں ہلاک ہوگئی ہونگی۔ مگر یہ بہی یقین ضروری ہے کہ سونڈیوں کی اچہی تعداد بچ گئی ہوگی جو ماہ مارچ میں موسم گرما کی شروع ہوتے ہی نکل پڑیگی۔ ہر ایک جوڑا ایک مہینہ کے عرصہ میں ساٹہہ بچہ پیدا کر سکتا ہے۔ پس اسوقت تک جبکہ آئندہ فصل کپاس کو پہل اور پہول لگیں۔ سونڈیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاویگی اور اسیقدر فصل کپاس کو نقصان پہونچا دیگی جتنا کہ پچہلے سال پہونچایا تہا۔ جبتک انکی روک کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاوے

(۲) تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کپاس کی سونڈیوں کی خوراک بہنڈی کا پودہ بہی ہے مگر کپاس سے زیادہ بہنڈی کو چاہتی ہیں۔ ماہ مارچ سے لیکر ماہ جولائی کے آخیر تک جبکہ کپاس کو پہول لگنے شروع ہوتے ہیں سونڈیاں کپاس کے پودہ و غیرہ پر گذارہ کرینگی۔ اور اسکی بیلیوں میں گہس جائینگی۔ اور اسوقت کپاس کو بالکل نہیں چہوڑینگی مگر جونہی کپاس کو پہل اور پہول لگنے شروع ہونگے سونڈیاں پچہلے سال کی مانند کپاس پر حملہ آور ہونگی اور سخت نقصان پہنچائینگی

(۳) اس نقصان سے بچنے کیلئے جو تدبیر بتلائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماہ مارچ یا اپریل میں ہر کپاس کے کہیت کے نزدیک بہنڈی کے پودوں کا ایک چہوٹا سا ٹکڑا جہنڈ بویا جاوے اور یہ جہنڈ ہر ایک ایکڑ کپاس کے پیچہے قریباً ہم یا وہ بہنڈی کے پودوں کا لگانا چاہیئے تب ماہ جولائی کے آخیر میں جبکہ سونڈیاں بہنڈی میں موجود ہیں۔ ہر ایک بہنڈی کا پودہ بغیر کسی لحاظ کے خواہ وہ سونڈیوں کے بیننے کیلئے یا سبزی ترکاری کیلئے بویا گیا ہے کاٹ کر جلا دیا جاوے مذکورہ بالا طریقہ سے ملک مصر کو جہاں کہ کپاس بہ نسبت دیگر ملکوں کے بکثرت پیدا ہوتی ہے ان سونڈیوں کو ہلاک کرنے میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمام کاشتکاران و زمینداران ملک حتی الوسع کوشش کرکے اس تدبیر پر عمل کرینگے اور اچہی طرح اس علاج کو آزماوینگے۔

(۴) بہنڈی البتہ ماہ جولائی کے آخیر تک بطور سبزی ترکاری کے استعمال ہو سکتی ہے مگر فصل کپاس کی خاطر یہ ضروری ہے کہ تمام بہنڈی کے پودوں کو کم از کم ماہ جولائی کے آخیر تک

پہنچنے ماہ ساون کے درمیان تک اکہیڑ کر ان کا ملیامیٹ کر دینا چاہیئے۔ ان کو کاٹ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے بلکہ آگ کے حوالے کر کے بالکل نیست و نابود کر دینے چاہئیں۔

(۵) مناسب ہوگا کہ اس سال بہت زیادہ رقبہ کپاس کا نہ بویا جاوے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کپاس کی بجائے دیگر زیادہ نفع دینے والی فصلیں بوئی جاویں۔

بقیہ مضمون متعلق ٹورنمنٹ

ریورنڈ وڈ بے شک ایک مستعد اور محنتی آدمی ہیں مگر بعض موقع پر انہوں نے صریح طرفداری سے کام لیا ہے جس کے لئے میں اعلیٰ افسران کو توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسے امور کا جنمیں کسی قسم کا تنازعہ یا شبہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو پہلے سے فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اور انتظامی کمیٹی میں کم از کم ہر ٹائی سکول کا ہیڈ ماسٹر شریک ہونا چاہیئے۔ اور جو کچہہ بہی اس کمیٹی میں پاس ہو وہ کہیلوں کے مقابلہ کے معرکہ سے پہلے شایع کر دیا جاوے۔ اس نقص کا نتیجہ امسال یہ ہوا کہ قادیان سکول کو رواسیو رہائی سکول کے ساتہہ کرکٹ میچ کرنا تہا۔ عام طور پر یہ معلوم ہوا تہا کہ کر دو انگ ہوگی مگر ریورنڈ وڈ نے اپنے قاعدہ کے موافق سیل ہی انگ پر فیصلہ کیا۔ ہر چند انہیں کہا گیا کہ چونکہ پہلے سے ہمیں علم نہ تہا اسلئے دوسرا موقع دینا چاہیئے مگر انہوں نے تسلیم نہیں کیا یہانتک کہ مسٹر زاہد حسین صاحب امپائر کو بہی اس فیصلہ کا علم نہ تہا کہ ایک ہی انگ میں فیصلہ کر دیا جاویگا۔

پہر فٹ بال کے مقابلہ میں بے ضابطگی ہوئی کہ گو بٹالہ سے ایل اے وی سکول برابر رہا۔ لیکن پہلے ہی روز ریفری نے یہ بتا دیا تہا کہ گیند زیادہ تر بٹالہ مشن سکول کے فیلڈ میں رہا۔ اور پے نیلٹی کک قادیان سکول نے لگائی۔ ایسی صورت میں فٹ بال کے قواعد کے ماتحت فیصلہ کرنا چاہیے تہا کہ قادیان کی ٹیم کو جیتنے والی ٹیم قرار دیا جاتا مگر اس کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ پہر گیند پہینکنے کے مقابلہ میں ریورنڈ وڈ نے خود میرے سامنے کہا کہ تین دفعہ گیند پہینکنا ہوگا اور اس مقابلہ میں محمد شفیع طالب علم قادیان سکول اول تہا۔ مگر ریورنڈ وڈ نے پہر چوتہی مرتبہ گیند پہینکنے کا موقع دیا جو ان کے سابقہ حکم کے صریح خلاف تہا۔

پہر رسہ کہینچنے کے وقت آخری کامیاب پارٹی قادیان سکول اور وہی بٹالہ کا مشن سکول تہا۔ جس مقام پر رسہ کہینچا جاتا تہا۔ اس کا ایک حصہ کسیقدر نشیبی تہا اور علاوہ بریں لڑکوں کے اس طرف کے جانے سے وہ چپٹا ہو گیا تہا۔ چنانچہ اس امر کو معلوم کرکے ہر پارٹی اسی نشیبی حصہ کو لینا چاہتی تہی اور جو پارٹی اسی طرف ہوتی وہ

دوسری طرف والوں کو کھینچ لے جاتی۔

اس کھیل کے لیے ریورنڈ موصوف نے ٹاس کا سلسلہ جاری رکھا لیکن جب آخری فیصلہ کا وقت آیا اور قادیاں نے بٹالہ مشن سکول کھینچے گئے اس میں ریورنڈ موصوف نے فیصلہ کیا کہ جو دو دفعہ کھینچ لے جائیگا وہ کامیاب سمجھا جائیگا۔ پہلی مرتبہ بذریعہ ٹاس بٹالہ والوں کو وہ طرف آئی جو سیلنی تھی۔ اندرین وہ قادیاں والوں کو کھینچ لے گئے دوسری مرتبہ قادیاں والے بٹالہ والوں کو کھینچ لے گئے اب آخری چانس باقی تھا۔ اس موقعہ پر ان کو کہا گیا کہ آپ ٹاس کریں مگر انہوں نے اسکو ہرگز منظور نہ کیا۔ جس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ اس ناانصافی کو میں نے ہی نہیں دوسرے لوگوں نے بھی محسوس کیا چنانچہ پروفیسر سیا سنگھ صاحب جنہوں نے ایک معقول رقم انعام کی دی تھی وہ بھی میرے ساتھ متفق تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ آخری مرتبہ ٹاس ضرور چاہیئے مگر انہوں نے نہیں مانا۔ اسطرح ہائی جمپ میں بھی کسی حد تک غیر معمولی رعایت کیگئی یہ باتیں نامناسب اور غیر موزون ہیں اسلیئے ان کا تدارک اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آیندہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ان سب امور کا فیصلہ قبل از وقت ہوکر اس کو شایع کر دیا جایا کرے۔ علاوہ اخلاقی طور پر اس کا اثر اچھا نہیں پڑتا طلبا بجائے عمدہ خیالات لے جانے کے اپنے اوستادوں کے متعلق برے خیالات دل میں پیدا کرتے ہیں۔

میں ایک فروگذاشت کا مرتکب ہونگا اگر اس موقع پر بیرنگ سکول کے طلباء کا ذکر نہ کرتا ہر چند یہ لڑکے عیسائی ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ قادیاں میں قایم ہونیوالا عظیم الشان الہی سلسلہ ان جھوٹی تعلیموں سے نجات دلانے آیا ہے جو عیسائیت کے رنگ میں دنیا میں مروج ہیں تاہم وہ ہمارے ساتھ بڑی خوش خلقی سے پیش آتے رہے میں دیکھتا تھا کہ ہمارے طلبا کے ساتھ وہ خصوصاً مہربانی سے پیش آتے۔ انکی کامیابی پر خوش ہوتے اور ان کے ساتھ اگر کوئی بے انصافی ہوتی تو ہمیں رنج ہوتا۔ ان کے اس حسن اخلاق کی وجہ سے ہمارے طالب علموں کی خصوصیت کو ان کے ساتھ حسن اخلاق کو پیش آتے رہے اور ان کے شریک راحت رہے یہ عمدہ مثال ہے اخلاقی میل جول کی ٹورنامنٹ کے متعلق تو مجھے اب کچھ لکھنا نہیں۔ دو چار اور باتیں جو اس مقام بٹالہ میں دیکھیں انپر ریمارک کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ شہر بٹالہ کے مشن سکول کیطرف سے ایک رات میجک لینٹرن کا تماشا دکھایا گیا اسمیں تمام طلبا کو جو شریک کھیل ہوتے تھے مدعو تھے۔

مجھے اور میرے ساتھیوں نے اولاً یہی سمجھا تھا کہ غالباً ٹیمپرنس کاز کے متعلق تصاویر ہونگی۔ لیکن یہ خیال نہ رہا کہ عیسائی مشنری سیحائیت کی اشاعت کا کوئی پہلو جانے

نہیں دیتے ممکن کیا اغلب ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے متعلق تصاویر دکھائینگے چنانچہ وہاں پہونچے تو یہی نقشہ تھا۔ دیہات کے آئے ہوئے طالب علم جنہوں نے **میجک لینٹرن** کا تماشا دیکھا گیا شاید ہی نہ ہوگا۔ ان تصاویر کو دیکھکر خوش ہوتے مگر جب مسیح کے صعود آسمان کی تصویرین آئین اور یہودا اسکریوطی کے گرفتار کرانے کا موقع دکھایا گیا تو بعض کو تعجب ہوا کہ عجیب شاگرد ہے جو اپنے آقا کو پکڑوا تا ہی وہ بیچارے فطرتی طور پر اس قوت قدسی کی کمی کو تسلیم کرتے تھے جو اس نظارہ مین پیش ہوئی۔ بے اختیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جسکی قوت قدسیہ کا یہ اثر تھا کہ تلواروں کے سایہ مین بھی آپ کی جماعت نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ ایسی لعنتی غداری کی کہ بوسہ دیکر آقا کو پکڑوا دیا۔ ایسا ہی صعود کے وقت شاگردون کی حیرت پر لطیفہ بازیان ہو رہی تہین۔ تصویر مین دکھایا گیا کہ مسیح ایک چیل کی طرح آسمان کیطرف اڑتا ہے اور شاگرد حیرت سے دیکھہ رہے ہین تعجب ہے کہ کیون انہون نے مسیح کا دامن نہ پکڑ لیا تا کہ وہ بھی ساتھہ ہی آسمان پر اڑ جاتی اور سب سے تعجب انگیز امر اس صعود مین یہہ ہے کہ جس وقت مسیح پکڑا گیا۔ اور یہودیون نے طعنہ کیا کہ اب بچ جا تو اسوقت تو کوئی کرشمہ نہ دکھایا اور پھر اگر زندہ ہو کر اڑنا ہی تھا تو یہ نظارہ سب کے سامنے چاہیئے تھا نہ کہ مخفی طور پر۔ اصل یہ ہے کہ آسمان کو تو وہ گئے نہین پہاڑون کے راستہ سے کشمیر کی طرف آئے اور شاگردون سے رخصت ہو آئے۔ اور اس بیہودہ کہانی کو کسی نے تسلیم کرنا تھا شاگردون نے یہہ مشہور کیا تا کہ لوگون کے خیالات منتشر رہین اور وہ تعاقب نہ کرین۔ غرض یہ تماشا ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسیحی لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کیا کچھہ کر رہے ہین پھر ایسے **دجل** کے مقابلہ کے لئے کس قدر ہمت اور سعی اور دعا کی حاجت ہے؟۔

دوسرے دن اسی سکول کے طالب علمون نے شکسپیر کا ایک مشہور ڈراما **کامڈی آف ایرارز** **بہول بہلیان** دکھلایا۔ جو انہون نے نہایت کامیابی سے کیا۔ مگر بعض نظارے پیش نکرنے کے قابل تھے۔

ایک چھوٹا بچہ جو ہیڈ ماسٹر صاحب کا بھائی بتایا جاتا تھا بڑی قابلیت کے ساتھہ اپنے ایکٹ کو سمجھتا تھا۔ یہہ بچہ بہت ہی چھوٹا تھا جس سے اسکی ذہانت اور زیرکی کا اندازہ ہو سکتا تھا کیا اچھا ہوتا اگر ہیڈ ماسٹر صاحب اسے کسی عمدہ شغل مین لگاتے۔ اور اس طرف اسکی توجہ نہ ہوتے دیتے۔ اس ڈرامے کا اثر کیا ہوا؟ بیچارے دیہاتی طالب علم گاتے پھرتے تھے۔ بہولون بہولون کے ہار۔ پیسے پیسے کے چار

اور اسی طرح سے مشکتے تھے یہہ نظارہ مین نے اسی بورڈ سکول مین دیکھا جہان ہم اترے ہوئے تھے اس طریق سے طلباء کو دراصل سکول مین تننے کے لیے متوجہ کیا جاتا ہے۔ مگر یہہ طریق مفید نہین **اثمهما اکبر من نفعهما** (اس کا ضرر اسکے فائدہ سے بڑہکر ہے۔)

بالآخر بٹالہ کی میونسپلٹی کی خدمت مین کچھہ عرض کرنا ہے بٹالہ کے بورڈ سکول کا محل وقوع نہایت ہی **بری جگہ** ہے اسکے ساتھہ ہی بدوضع عورتون یعنے **رنڈیون** کا اڈا ہے اور ساتھہ ہی پولیس **لائن** ہے سکول کو ایسی جگہ سے اٹھا دینا چاہیئے یا رنڈیون اور پولیس لائن کو اٹھانا چاہیئے۔ **رنڈیون** کے زہریلے ضرر کا تو کچھہ ذکر ہی نہین پولیس لائن کے سپاہی مجرد ہوتے ہین اور آزادی اور کسی قدر خیالی حکومت انکے دماغ کو اور بھی خمار آلود کر دیتی ہے۔ اسکا اثر اخلاقی طور پر اچھا نہین پڑسکتا علاوہ بران وہان ہر قسم کے مجرم پکڑے آسکتے ہین جو طلباء کی توجہ کو خواہ تماشہ ہی کے رنگ مین ہو دوسری طرف پھیر سکتے ہین۔ پس کسی صورت مین یہہ سکول ایسی جگہ رہنے کے قابل نہین۔ اور اب جبکہ اس سکول کو ہائی سکول بنانے کی تجویز ہے مفید ہوگا اگر اس مقام سے اٹھا کر اسے کسی دوسری موزون جگہ پر لے جائین اور وہ جگہ شہر کے باہر ہی ہونی چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ میرے اس مشورہ کو جو نیک نیتی سے دیا گیا ہے توجہ سے دیکھا جاویگا۔

طبیب حاذق

یہہ اسم بامسمی رسالہ مہینہ مین ایک بار شایع ہوتا ہی اسکے دو حصہ ہوتے ہین پہلے حصہ مین مسلسل مشہور و معروف **شاہی طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب** بھیروی کا بیاض ہوتا ہی جس مین مولوی صاحب موصوف نے تمام امراض کو مسلسل لکھا ہے اور اس مین ہر ایک مرض کی **علامات اسباب** پر مفصل بحث کر کے تشخیص کی آسانیان پیدا کی ہین۔ پھر ہر مرض کے مختلف مجرب علاج۔ ڈاکٹری۔ یونانی۔ ویدک وغیرہ نہایت بسط سے بیان کئے ہین۔ اور اسطرح ہر ایک شخص بیدون مدد استاد **علم طب** سے واقف ہو جاتا ہے دوسرے حصہ مین عام طبی مضامین ہوتے ہین۔

اس رسالہ کی عمدگی اور خوبی کے لئے یہی کہدینا کافی ہے کہ وہ مولوی **حکیم نورالدین صاحب** بھیروی کی طبی تحقیقاتین اور مجربات کو شایع کر رہا ہے اور اس طرح پردہ بیش قیمت نسخے اسکے ذریعہ شایع ہو رہے ہین جنکے بدلے مین بڑے بڑے

نامی حکماء بخل کرتے ہین قیمت سالانہ عمہ

چہہ نمبر شایع ہو چکے ہین درخواست کرو بنام

منیجر طبیب حاذق قادیان ضلع گورداسپور

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیری کے مجربات

شفاخانہ فضل رحمانی مین وہی نسخہ جات طیار کئے جاتے ہین جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں و کشمیر کے سالہا سال تجربہ مین آچکے ہین مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعوی بیباکی اور جرأت ہے شفا دینا محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہان ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہین کہ جس **مرض** کا جو علاج مولوی صاحب موصوف کے نام تجربہ مین مفید ثابت ہوا ہے اسے ہم بھی استعمال کرتے ہین اور نہایت نیک نیتی سے اجزا نسخہ کو ترکیب دیتے ہین ہمارے ذاتی تجربہ اور قابلیت کے متعلق خود حکیم صاحب کی یہ رائے ہے۔

> **حکیم مولوی نورالدین صاحب کی رائے**
>
> مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمان میری تجارب سے واقف اور بہت واقف ہی بعض خطرناک بیماریون نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے مین امید کرتا ہون اگر وہ تقوی کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگون کو نفع ہوگا الہی میرا یہ گمان صحیح ہو۔ آمین۔ نورالدین۔

باین ہمہ وعدہ کرتے ہین کہ مریض کے مفصل حالات آنے پر مولوی نورالدین صاحب کے مشورہ کے بعد نسخہ طیار ہوگا۔ آپ اگر کسی مرض مین مبتلا ہین تو تجربہ کر کے دیکھ لین۔

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہین

سرمہ زنگاری۔ آنکھون کی بہت سی امراض کیلئے مفید خصوصاً جالا۔ دھند۔ پہل۔ ڈہلکا۔ جرب وغیرہ قیمت فی تولہ عہ سرمہ نور العین۔ آنکھون کی اکثر امراض کے لئے مجرب جسمین بڑا جزو ممیرا ہے۔ قیمت فی تولہ ہے۔ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **آتشک کی بتیان**۔ فی بتی ۸ھ۔ **سفوف جریان** (جریان کو ہو یا مرد کو) چندروز کے استعمال سے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ عصہ۔ **سفوف سوزاک** قیمت ۲۱۔ خوراک ۱۲۔ **حبوب بادگولا**۔ یہہ گولیان امراض شکم ریاح گولا مین ازحد مفید ہین بفضلہ تعالیٰ قیمت فی ڈبیا ہے **حب طحال**۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ **کہانسی کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عصہ حب ضیق النفس فی ڈبیا ہے **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی**۔ یہہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی کثرت سے تجربہ مین آئی ہے اس سے صدہا عورتون کو فائدہ ہوا ہے جنکے بچے بچپن مین اس مرض سے ضایع ہوتے ہین یہہ چند ادویہ ہین۔ کچھہ گولیان ہین اور کچھہ دم

ذیل مین ایک عجیب نظم درج کیجاتی ہے جو میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت **میر ناصر نواب** صاحب سلمہ اللہ الوہاب نے اپنے دلی جوش کے اظہار سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس نظم کا تعلق ایک واجب العزۃ عصمت مآب **خاتون** کی ذات خاص تک ہے لیکن اخبار کے کالمون مین اس نظم کے آنے کی غرض کیا ہو سکتی ہے؟ - اس کا اظہار میرا فرض ہے مین اس نظم کو محض اس غرض سے شایع کرتا ہون تا ہماری مستورات کو ایک اعلےٰ نمونہ اپنے خاوندون کی **فرمانبرداری** کا معلوم ہو۔ اور وہ اس پاک نمونہ سے اپنے شوہرون کیلئے اطاعت و وفاداری کا خاص سبق سیکھین۔ حقیقت مین جس محترم خاتون کا اس نظم مین ذکر کیا ہے وہ کوئی معمولی عورت نہین بلکہ اس **معزز خاتون** کی **والدہ ماجدہ** مین جسکو اللہ تعالےٰ نے کل انبیاء علیہم السلام کے موعود اور برور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کیلئے برگزیدہ کیا اور اسے **ام المومنین** ٹھیرایا اس حیثیت سے ام المومنین کی واجب الاحترام **والدہ ماجدہ** ایک عالم کی مان ٹھیرتی ہین۔ اس پاک نمونہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسی محترم اور پاک باز خاتون اور اس کے واجب العزۃ شوہر کے کیسے نیک اور پاک اراد سے اپنی اولاد کے متعلق ہونگے۔ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالےٰ نے دوہرا شرف عطا فرمایا ہے۔ پہلے **آل رسول** ہونے کا شرف تھا ہی اسپر بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونیکی وجہ سے دوسرا فضل کیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ خدا کرے کہ ہمارے گھرون مین ایسے ہی پاک نمونے ہون۔ آمین۔ اگر عورتون مین اس قسم کی وفاداری۔ محبت اور اطاعت اپنے خاوندونکے لئے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ معاشرت اعلیٰ درجہ کی نہ ہو

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے میرے دلکی راحت مین ہون ترا فدائی
صورت سے تیری بڑھ کر سیرت مین دلربائی
مجھکو نہ چین تجھ بن بے میرے شگفتہ تجھ کو
شرمندہ ہون مین تجھ سے مجھسے نہین خجل تو
تو نے کرم کیا ہے۔ میرے ستم کے بدلے
تو لعل بے بہا ہے۔ انمول ہے تو موتی
مین نے نہ قدر تیری پہچانی ایک ذرہ
خاطر سے تو نے میری کنبہ کو اپنے چھوڑا
تھی نازکی پلی تو اور مین غریب گھر کا
محنت کا تیری ثمرہ اللہ تجھ کو بخشے۔
دکھ سکھ مین ساتھ میرا تو نے کبھی نہ چھوڑا
دنیا کے رنج و غم کو ہنس ہنس کے تو نے کاٹا
بچون کو تو سلاتی اور آپ جاگتی تھی
بچون کے پالنے مین لاکھون اٹھائے صدمے
ہوتا تھا ایک پیدا اور دوسرا گزرتا
صدمہ کو اپنے دل کے لاتی نہ تو زبان پر
تنگی مین عمر کاٹی بچون کو خوب پالا
دکھ درد اپنے دل کا تو نے کیا نہ افشا
جو میں نے تجھ کو بخشا تو نے لیا خوشی سے
دہوکہ دیا نہ ہرگز بولی نہ جھوٹ گھر سے
تھی جتنی تجھ مین طاقت کی تو نے میری خدمت
عیبون کو تو نے میرے اغیار سے چھپایا
صدمہ سے میرے صدمہ تجھ کو ہوا ہمیشہ
تھی میرے دشمنون کی تو جان و دل سے دشمن
جو کچھ تھا میرا مذہب تھا وہ ہی تیرا مشرب
مجھ پر کیا تصدق جو تیرے پاس تھا زر
کرتا ہون شکر حق کا جس نے تجھے بنایا
ہو تجھ پہ حق کی رحمت تجھ کو عطا ہو جنت
آرام تجھ کو دیوے فضل و کرم سے مولیٰ

تکلیف میں نے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
مین ہون شکستہ خاطر اور تو ہے مومیائی
مین تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی
مجھ مین رہی کدورت۔ تجھ مین رہی صفائی
دیکھی نہ میں نے تجھ سے اک ذرہ بے وفائی
ہے نقش میرے دلپر بس تیری پارسائی
میرے کو میں نے سمجھا افسوس ایک پائی
جنگل مین ساتھ میرے پیارے وطن کو آئی
تو نے ہر اک مصیبت گھر مین مرے اٹھائی
چوبے مین سر کھپایا بچون پہ جان کھپائی
خود ہو گئی مقابل جب غم کی فوج آئی
اللہ رے تیری ہمت بل بے تیری سمائی
سو بار موت گر مین تو رات کو نہائی
جب تک یہ سلسلہ تھا راحت نہ تو نے پائی
تھی صابرہ تو ایسی ہرگز نہ بلبلائی
جہال کی طرح سے دیتی نہ تو دہائی
شکوہ نہ سختیون کا لب پر کبھی تو لائی
غیرون سے تو چھپاتی ہوتی اگر لڑائی
مانگی نہ تو نے مجھسے ساری کبھی کمائی
مجھ سے نہ بات کوئی تو نے کبھی چھپائی
خود کھایا روکھا سوکھا نعمت مجھے کھلائی
تھا تیرے بس مین جتنا عزت میری بنائی
جب شاد مجھ کو پایا تو نے خوشی منائی
اور میرے دوستون سے تیری رہی صفائی
تھی تیرے دل مین الفت ایسی میری سمائی
یان تک کہ پاس تیرے باقی رہی نہ پائی
اور میری تیری قسمت آپس مین یون ملائی
اور میری تیری اکدم ہو وے نہ وہان جدائی
ہر رنج و غم سے بخشے مالک تجھے رہائی

ہرگز نہ تو وہ کبھی ہو ہر وقت تو سکھی ہو
فضل خدا کی بارش دن رات تجھ پہ برسے
دولت ہو تجھ سے ہمدم عزت ہو ساتھ تیرے
تیرا نہین ہے ثانی لاکھون کی ہے تو نانی
اسلام پر جئین ہم ایمان سے مرین ہم
جب وقت موت آوے بیخوف ہم سدہارین
مہدی کے مقبرہ مین ہم پاس پاس سوئین
اک اور بھی دعا ہے اب میرے دل مین آئی
ہو قوم کو ہدایت اللہ کی آئے نصرت
مثل مدینہ ہووے اسلام کا یہ مرکز
مہدیکو لوگ مانین عیسیٰ کے معتقد ہون
دنیا سے دور ہو وے ہر طور کی کدورت
اسلام مین ہو داخل بس فوج فوج دنیا
آنکھون سے اپنی ہمکو وہ دن خدا دکھاوے
آنکھین کھلین ہماری روشن دماغ ہو وین
دنیا سے دور ہو دین جتنے ہین مذہب جہالت
قرآن کی حکومت دنیا مین ہو وے قایم
روشن ہو دین احمد فضل خدا سے ہر دم
دین محمدی کا اقبال خوب چمکے
توحید کا ہو دورہ تثلیث ہو شکستہ
قرآن کا نور چمکے کندن کی طرح دمکے
شر اور فساد جاوے دنیا مین امن آوے
بچے ہون نیک بچے اور ہون جوان صالح
ہر فتنہ دور ہو وے سچا سرور ہو وے
جھوٹے طبیب جائین سچے امین آئین
ہو صدق و راستی کا دنیا مین بول بالا
آپس مین ہو محبت جاوے یہ بغض و نفرت

بچون کا عیش دیکھے تو اور تیری جائی
پانی مین مغفرت کے ہردم رہے نہائی
اولاد مین ہو برکت۔ کہلائے سب کی مائی
عیسیٰ سے کر کے رشتہ دولت یہ تو نے پائی
ہر دم خدا کے در کی حاصل ہو جبہ سائی
دلپر نہ ہو ہمارے اندوہ ایک رائی
دنیا کی کشمکش سے ہم کو ملے ۔۔۔ رہائی
ہے جوش کا یہ عالم جاتی نہیں چھپائی
آقا کرے ہمارا دنیا کی ۔۔ ۔۔ رہنمائی
قصبہ مین قادیان کے آئے نظر خدائی
پھر جائے چار جانب اسلام کی دوہائی
جس سمت آنکھ اٹھے آئے نظر صفائی
اعدا گلے سے ملکر بن جائین بھائی بھائی
جب قوم سے ہماری کل دور ہو برائی
ہو وے شعار اپنا تقوےٰ و پارسائی
اللہ کی ہو عبادت جس کی ہے کل خدائی
ہو کفر پارہ پارہ اور شرک رائی کائی
جو ہین جہنم کے اندر ہے اونکو بھی دے دکھائی
باطل پرست جو ہین اون کی ہو جگ ہنسائی
حق کی ہو بادشاہی باطل نہ دے دکھائی
سورج کی روشنی سے ہو بڑھکے روشنائی
ظاہر مین خیر و خوبی باطن مین ہو بھلائی
ہون لایق زیارت دنیا مین باپ مائی
جو سود خوار ہین یان انکو ملے نہ پائی
دہوکہ سے جو نہ بیچین مخلوق مین دوائی
ہو جھوٹ کی تباہی پھیلے یہان سچائی
جو دلشکن ہین ان مین آجائے دلربائی

اب یہ دعا ہے میری دن رات صدق دل سے
ناصر کی اس دعا کو حق تک ملے رسائی

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

اسلامیہ کالج مین جمعرات کے دن وعظ کے بعد ایک اشتہار تقسیم کیا گیا اور اسکا ایک نسخہ کالج کے نوٹس بورڈ پر چسپان کیا گیا ہے اسکا ہیڈنگ المهدی من عترتی ومن ولد فاطمہ ہے - اس اشتہار مین تین باتین قابل غور ہین -

اوّل ہمارے مخالف علماء کا یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے کہ احادیث سے غلط استدلال کرکے لوگون کو غلطی مین ڈالتے ہین - قرآن شریف سے اور دیگر ثبوتون سے جن کو میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام اپنا معیار صداقت ٹھیراتے ہین - بلکہ اعراض کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آپ کے خلاف قرآن کریم سے کوئی استدلال نہین کرسکتے - اور نہ ہی مقرر کردہ معیارون کو جھوٹا ثابت کرتے ہین جن سے میرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہوتی ہے - ایسے اختلافی مسایل مین مسلمانون کو خاص احتیاط کرنی چاہئے تھی اور قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہئے تھا جسکا دعوی ہے کہ وہ اختلافی مسایل مین فیصلہ کرنے والا ہے - لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ -

دوم مولوی صاحب نے احادیث کو عجیب طرح سے گڈمڈ کردیا ہے اور تمام احادیث کو جن سے مختلف اشخاص مراد ہین صرف ایک ہی شخص پر لگانے کی کوشش کی ہے - اس خیال نے مولوی صاحب کو بڑی خطرناک غلطی مین ڈال دیا ہے - اور بہت سی حدیثون کا کذب لازم آتا ہے - کیونکہ کسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباس کی اولاد سے ہوگا جیسا کہ مولوی صاحب کے ۲ سے ظاہر ہے اور کسی حدیث سے مہدی کا حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہونا ثابت ہوتا ہے - جیسا کہ مولویصاحب کے اشتہار کا ہیڈنگ ہے کسی حدیث مین لکھا ہے کہ لا مهدی الا عیسی یعنے عیسی ہی مہدی ہونگے اور مہدی کوئی علیحدہ شخص نہین ہے - اور کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خاتم الاولاد ہونگے - اب غور فرمائیے کہ اگر مہدی ایک ہی شخص ہے تو لامحالہ مولویصاحب کے مذہب کے مطابق ایک حدیث کو سچا اور باقی سب کو جھوٹا ماننا پڑیگا - حالانکہ یہ تمام حدیثین سچی ہین - اسلئے مختلف اوقات مین مختلف مہدی ہوتے رہے اور لا مهدی الا عیسی کا مصداق اسوقت موجود ہے - اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانون اور تمام زمانون کے لئے ہے اور جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اللہ تعالے کے وعید کے موافق اوسکو سخت سزا دی جاویگی - اسواسطے اللہ تعالے نے ہر زمانہ کے لوگون کو ملزم کرنے کے لئے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہر زمانہ کی نسبت پیشگوئیان کرائین اور جیسی آپ کی نبوت آپکی زندگی مین ثابت تھی ویسے ہی ہر زمانہ مین ثابت ہوتی رہی ہے - اور ہوتی رہیگی - مولوی صاحب کے اس غلط استدلال سے ایک بڑا خطرہ آیندہ اسلام کو بھی ہے کیونکہ ایسا مہدی جوان سب خلفاء الراشدین المهدیین کا مجموعہ ہو نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا یہ بات حدیث کے مطلب کے بالکل خلاف ہے - اور اسطرح مسلمان یہودیون کی طرح ایک جھوٹے انتظار مین تباہ ہونگے - سوم مولوی کے مسلک کے مطابق یہ تمام احادیث مجروح اور ضعیف ہے اور جسکو زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے وہ ابن خلدون کو دیکھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام احادیث کو جن مین مہدی کا ذکر ہے ضعیف و مجروح ثابت کرکے گورنمنٹ سے مربعے انعام مین حاصل کر چکے ہین -

جواب اصل اشتہار (۱) حدیث مندرجہ نمبر اول کے کسی لفظ سے مہدی کا حسنی ہونا ثابت نہین ہوتا اور یہ دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ حدیثون کے ہین مولوی صاحب نے کسی مخفی تدبیر کو دلمین رکھکر دونونکو ایک جا جمع کردیا ہے - حدیث کے حصہ اول مین مولوی صاحب لفظ منّی پر زور دیتے ہین - لیکن منّی کے معنے من امتی ہوتے ہین نہ ابن اولادی جیسا کہ مولوی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک مشہور حدیث ہے مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي - جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہین ہے یعنی میری امت سے نہین ہے - ولد فاطمہ سے مراد مذکر و مونث دونو اولادین ہین نہ کہ صرف مذکر سیدونکی شرافت تو اسبات پر منحصر ہے کہ مونث کا لحاظ کیا جاوے نہین تو دنیا نے سیدون کو علویون پر کیون عزت دی ہے اور مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دادیون مین سے کئی سیدانی تھی آپ من ولد فاطمہ ہین - رسول کریم نے بھی فاطمہ کا ذکر فرمایا ہے - یعنی مونث کا نہ حضرت علی رض کا اور مہدی کا اس حدیث سے حسنی ہونا تو ثابت نہین ہوتا - نہ معلوم مولویصاحبان نے کہان سے لیا ہے ہم تو یہی مانتے ہین کہ سیدون مین سے بہت امام و مہدی ہو چکے ہین اہلالی تاریخ بھی گواہ ہے - ۲ سے ۴ تک ایک ہی شخص محمد مہدی خلیفہ قسطنطنیہ مراد ہے - اگر مولویصاحب کو علم ہو تو ابھی کسی سے دریافت کر لو جو ہین کہ قسطنطنیہ پندرہوین صدی کے اخیر مین فتح ہو چکا ہے اور اب مسلمانون کے قبضہ مین ہے اور اسکو دوبارہ فتح کرنیکی کچھ ضرورت نہین - تاریخ کے پڑھنے والے یہ بھی خوب جانتے ہین کہ اس شہر کی فتح کے بعد ہی یورپ مین اقوام فی سطی علوم مین ترقی شروع کی - اور اسکے بعد ہی یہ لوگ ہندوستان مین آئے اور اپنی تجارت اور جہاز رانی کے ذریعہ تمام دنیا مین پھیل گئے اور اسلام کے ظاہر و باطن پر حملے کرنے شروع کردیئے اور یہ دجالی فتنہ اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے ۵ مین مولویصاحب نے حدیث کا کوئی حوالہ نہین دیا ۵ کی علامات میرزا صاحب مین پائی جاتی ہین آپ کی زبان مین لکنت کا اثر ناک اونچی پیشانی کھلی اور روشن ہے آپ آدم اللون ہین اور آپکے بال سیدھے ہین مسیح ناصری احمر اللون تھے اور آپکے بال گھنگر والے تھے - (بخاری احمدی پاکٹ بک صفحہ ۴۸ و ۸۷ و ۱۰۲۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۵۵) شعر

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است
زانسان که آمد است در اخبار سرور
این مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمر

۶ اور ہم مولویصاحب سے یہ بھی دریافت کرتے ہین کہ انہون نے کس جگہ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی کبھی شعر نہین کہیگا ۷ وہ تمام اشعار مذموم نہین ہوتے اگر یہ بات تھی تو قرآن کریم نے ۲۱۲ الذين امنوا الخ کہکر استثنا کیون کیا ہے سورۃ شعراء رکوع ۱۲ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسان شعر کہتے تھے آپ نے انکو منع نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ حسان کی تائید روح القدس کرتا ہے - حضرت داؤد کی زبور الہی عشق کی غزلیات سے بھری پڑی ہے - اور نبی کریم بھی بڑے فصیح اللسان تھے اسواسطے کفار آپکو شاعر کہتے تھے جیسا کہ قرآن مین آیا ہے - ۸ عربی مین اسلئے الہام ہوتا ہے کہ مسلمانون کی مذہبی زبان عربی ہے اور آپ قرآن شریف و نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہین انگریزی مین اسلئے شاذ و نادر الہام ہوتا ہے کیونکہ قوم انگریزی بھی خاطب ہے - مولویصاحب نے یہ بات کہان سے نکال لی ہے کہ تمام مہدی عرب ہی مین ہونگے مسلمانون کا رب رب العالمین ہے نہ رب العربیین - اور ہمارے نبی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین نہ رحمۃ للعربیین آپ کے فیض تمام جہان پر حاوی ہین - ۹ مولویصاحب کہتے ہین کہ مہدی مدینہ مین پیدا ہونگے اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپ مشرق کی طرف کد بستی مین پیدا ہونگے ان دونون حدیثونکو اگر صحیح مانا جاوے تو مختلف مہدی ماننے پڑتے ہین اور یہ بات کہ کئی مہدی ہونگے ہمارے اشتہار کے ہیڈنگ کی حدیث سے بھی ظاہر ہے - اور مولویصاحب کے صرف ایک ہی مہدی ہوگا کے خلاف ہے - اگر میرزا صاحب مشرق کی بستی کدعہ (قادیان) مین پیدا ہو گئے اور رسول اللہ کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو آپ کا اس سے کیا حرج ہو گیا - ۹ سے ۱۳ و ۱۵ تک کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جب خلیفہ وقت فوت ہو گئے انکے بعد خلافت کا جھگڑا شروع ہوا - مدینہ کے اکثر لوگون نے یزید کی بیعت کرلی - امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر مدینہ کو چھوڑکر مکہ چلے گئے اسکے بعد امام حسین کے ساتھ کربلا مین جو کچھ ہوا سو ہوا - مکہ والون نے عبد اللہ بن زبیر کو خلیفہ بنا لیا اور رکن و مقام کے درمیان آپکی بیعت لی - اس کے بعد سفیانی نے (یعنی یزید نے جو ابو سفیان کی اولاد مین سے تھا) انکے مقابلہ پر فوجین بھیجین - ۱۶ مولویصاحب فرماتے ہین کہ مہدی کے عہد و تدابین ہونگی - آپنے کسی حدیث کا حوالہ نہین دیا جس سے معلوم ہو کہ کس حدیث سے آپ نے استدلال کیا ہے شاید آپ کا اشارہ اوس حدیث کی طرف ہوگا جو کہ ماسبق مین حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق مین پوری ہو چکی ہے - وعن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شھر رمضان فی لیلة الجمعة فاسمعوا و اتبعوا و فی آخر النهار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما لیشکل علی الناس و یفتنهم فکم فی الیوم من شاکٍ متحیرٍ فاذا سمعت الصوت فی رمضان یعنی اول فلا تشکوا انه صوت جبرائیل و علامة ذلك ینادی باسم المهدی واسم ابیه (رواه نعیم بن حماد) ترجمہ حضرت ابو جعفر باقر علیہ السلام کی روایت ہے کہ کہا اونہون نے کہ جب ہووے آواز رمضان مبارک مین شب جمعہ مین پس سنو اسکو اور اطاعت کرو اور آخر دن مین ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلان شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہے یعنی شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیون کو اشکال مین ڈالے گی اور انپر فتنہ ڈالیگی پس بہت سے لوگ اسدن شک کرنیوالے حیرت مین پڑینگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان مین اول تو شک مین مت پڑیو وہ آواز جبرئیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرئیل مہدی کے نام کے ساتھ اور ان کے باپ کے نام کے ساتھ ندا کریگا - روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد کے نے - آسمانی آواز جبرئیل کی آواز سے مراد وحی ہے جو مرزا صاحب کو رمضان مین لیکھرام کے قتل کئے جانے کی بابت ہوئی - دیکھو برکات الدعا صفحہ آخر اور یہ آواز تمام دنیا لیکھرام کے قتل سے پہلے سن چکی تھی - ابلیس لعین سے ایک قوم مراد ہے جسکے قتل کے وقت شہید قوم کے نعرے ملنے لگے اور مقتول مظلوم ٹھہرایا گیا بڑے بڑے شکال واقع ہوئی - لوگ فتنہ مین پڑے بہت سی مسلمانون کو تردد ہوگیا - اس سے خلیفہ وقت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر ہوئی - صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ -

المشتہران احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور

ایڈیٹر - مندرجہ بالا اشتہار کی ضرورت ہمارے احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور کو کیون پڑی اسکا کسی قدر ذکر اس اشتہار مین آگیا ہے لیکن اس نوٹس کے متعلق بعض اہم امور پر مجھے ضرورتاً آیندہ بحث کرنی پڑے گی جو نہ صرف اہل اسلام ہی کی توجہ کے قابل ہوگی بلکہ کالج کی ناظم کمیٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کو مجھے متوجہ کرنا پڑیگا -

نوٹ - مولویصاحب کے باقی سوالون کا جواب انشاء اللہ دوسرے اشتہار مین دیا جاویگا -

* حضرت ابوبکر حضرت علی باوجودیکہ وہ مہدی تھے پھر بھی شعر کہتے تھے چنانچہ حضرت علی کا دیوان مشہور ہے -

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کے متعلق قادیان سے جو خطوط ایڈیٹر وطن کی تحریرات کے جواب میں بھیجے گئے ہیں وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:- (پہلا خط)

افسوس ہے کہ متعلق دوسرے کاغذ پر میں نے نہایت مختصر جواب اس خوف سے دیا ہے کہ مبادا آپ اس کو بحث سمجھیں اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس جواب کے متعلق کچھ اظہار اخبار میں کرنا ہو جیسا کہ آپکے ۱۲ جنوری کے اخبار کو دیکھا جاتا ہے تو میرے اس مختصر سے جواب کو بعینہٖ شایع فرما کر مشکور فرما دیں۔ اگر کوئی وجہ جناب کو اس تحریر کی اشاعت سے روکنے والی ہو۔ تو اسکو واپس کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل کے ساتھ اپنی پوزیشن کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے کارڈ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید اس تفصیل کو آپ مباحثہ نہ سمجھ لیں۔ وانما الاعمال بالنیات

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وطن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ خود دس روپے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جاپان میں اشاعت کیلئے دینے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ایسا ہی ۱۲ جنوری کے آپ کے اخبار سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی اسکی اعانت کیلئے تحریک فرمانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر رسالہ کو یعنی یہ خاکسار انگریزی رسالہ میں حضرت مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا قطعاً کوئی ذکر نہ کرے۔ میں آپکی اس ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اگر غرض اشاعت اسلام ہے تو اس رسالہ میں وہ کونسی بات پائی جاتی ہے جو اشاعت اسلام کے مفہوم کے خلاف ہو؟ گذشتہ چار جلدیں رسالہ کی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں بھیجدیتا ہوں۔ اور آپ انکو مطالعہ فرما کر مجھے اسقدر اطلاع دیں کہ اس رسالہ میں فلان مضمون سے ہتک اسلام پائی جاتی ہے۔ یا اسلام کے کسی اصول کی تردید ہوتی ہے۔ اسقدر تو میں وعدہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کروں تو وہ مجھے ایک حرف بھی لکھنے کی توفیق نہ دے اور میں اس وعدے کو خدا کی قسم کے ساتھ موکد کرتا ہوں کہ اس رسالہ میں ایک حرف بھی ایسا نہ لکھوں گا جس سے اسلام کی ہتک ہو یا جس سے اسلام کے ان اصول پر جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں[1] ذرا بھی ناگوار اثر پڑتا ہو یا جس سے قرآن شریف یا صحیح احادیث یا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہوتا ہو۔ اگر اہل اسلام کو صرف یہ غرض ہے کہ اسلام کی صداقت اور اس کے اصول حقہ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ اور خدا کا برگزیدہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ اور اس مقدس مذہب کو تمام داغوں سے پاک کر کے اس کا چمکدار چہرہ بیرونی دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو یہ رسالہ خدمت ادا کر رہا ہے۔ اور مشرق و مغرب دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر انکو خواہ مخواہ کی یہ ضرورت ہے کہ فلان شخص کا اسمیں نام نہ ہو۔ یا فلان سلسلہ کا ذکر نہ ہو تو میں اس قسم کی کسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اسطرح سے تو کل کو پھر ایک سوال یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا ایک گروہ ان دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا۔ پس جس شخص کو اسلام کے کسی بزرگ سے عناد ہے اسکی خواہش قابل پیروی نہیں۔ جو لوگ ہمارے امام سے حسن ظن رکھتے ہیں خواہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ شاید اس بات کی خواہاں نہ ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ لیکن جنکو اس درجہ تک عناد ہے میں انکا ایک پیسہ بھی اعانت کے رنگ میں حرام سمجھتا ہوں۔ چہ جائیکہ ایسی درخواست کروں کہ وہ اس رسالہ کی مدد کریں۔ وجہ یہ کہ یہی شخص ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی عزت قائم کی۔ اور اس کو زندہ مذہب ثابت کیا اور یہ دکھایا کہ اسلام کے کمالات اور اسکی برکتیں کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ مذہب بھی دوسرے مذہب کیطرح ایک مردہ مذہب ہوتا۔ مگر اسلام کی برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے۔ اور اسی واسطے اللہ نے اس امت کو خیر الامم کہا کہ وہ ہمیشہ کیلئے برکات کی وارث قرار دیگئی۔ اور اسی واسطے یہ عجیب دعا سورہ فاتحہ میں ہر مسلمان کو سکھائی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں پر تو تیرے انعام کے راہ بند ہو گئے۔ اے خدا ہم پر تو اپنے انعام کا راہ کبھی بند کیجیو۔ پس اول وہ بات جس کی حضرت مرزا صاحب تعلیم دیتے ہیں یہی ہے اور آپ کا وجود اس کا عملی ثبوت اس زمانہ میں ہے۔ اسکو میں اور نہ کوئی اور احمدی جو اس رسالہ کا ایڈیٹر ہو گا کبھی چھوڑ سکتا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا ذکر ہم لوگ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس سے اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اسکی صداقت مثل شمس نصف النہار کے چمک اٹھتی ہے۔ ورنہ اگر روپیہ کا کمانا ہی ہمارے مقاصد میں سے کوئی غرض ہوتی۔ تو اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا جب آپ جیسے بارسوخ انسان نے بذریعہ اخبار ہر طرح سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اگر آپ کی شرط مان لیجاوے تو آج ہزارہا روپے اس رسالہ کی اشاعت کیلئے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ یہ ایک فوری جوش لوگوں کا ہو گا۔ اسلام کیلئے سچی ہمدردی کا ہونا کہ انسان اپنی سب آسائشوں پر مذہب کو مقدم کرے نہایت مشکل امر ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی وصیت کو ہی پڑھ لے تو اسپر یہ ثابت ہو جاوے کہ اشاعت اسلام کا جوش کسقدر کوٹ کوٹ کر اس شخص کے دل میں بھرا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دیتا ہوں کہ جوش مذہب اسلام کی اشاعت کا اس ایک شخص کے دل میں ہے اسکی نظیر آپ کہیں نہ پاویں گے۔ اشاعت اسلام کی ایک ایسی تدبیر آپنے اپنی وصیت میں بیان فرمائی ہے کہ چند ہی سال میں انشاء اللہ یہ سلسلہ اشاعت کا دنیا کو حیران کر دیگا۔ بڑی سے بڑی بات جو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اس سے تو اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور عیسائی مذہب کا سارا تانا بانا بگڑ جاتا ہے۔ اور یہ شہتیر عیسائی مذہب کا ٹوٹ گیا تو یقیناً جان لو کہ پھر اسلام کل دنیا پر غالب آ گیا۔ پس اس عقیدہ موت مسیح سے مسلمانوں کا بیزاری ظاہر کرنا انکی بدقسمتی ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا طوالت میں آپ بحث کا رنگ سمجھ لیں یہیں ختم کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان)

(خط نمبر ۲) مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا تعالیٰ کسی کے سچے جوش کو ضائع نہیں کرتا۔ آپنے چونکہ محض نیک نیتی سے اس امر کو چاہا کہ اشاعت اسلام کے کام میں جو ہماری جماعت کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور جس چیز کو وہ ایک روک سمجھ بیٹھے ہیں (اگرچہ میرے نزدیک اسمیں وہ غلطی پر ہی ہیں) اس کو دور کر دیا جاوے۔ اسلئے خدا نے بھی ایک ایسی صورت پیدا کر دی جس روز آپ کا کارڈ پہونچا اس دن اتفاقاً میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین وکیل لاہور بھی اس جگہ موجود تھے۔ ان کے ذہن میں ایک ایسی تجویز آ گئی جسمیں میں اور یہاں کے دوسرے دوست راضی ہو گئے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی روک رہے۔ اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ وہ تجویز خواجہ صاحب خود ہی آپکی خدمت میں پیش کریں گے جسکو امید ہے کہ آپ اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرمائینگے اللہ تعالیٰ اس مصالحت کو مبارک نتیجہ پیدا کرے۔ والسلام

(خادم محمد علی از قادیان)

[1] ایک خاص مرتبہ کا

غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام

میرے پیارے مکرم سلامت رہو۔ خدا تعالیٰ آپکے نیک ارادوں کو پورا کرے

میں نے آپ کا والا نامہ جو اخی المکرم مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے نام آیا ہے دیکھا مجھے یہ دیکھکر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ میں سچا جوش اسلام کیلئے ہے۔ جس کا میں تہ دل سے قدردان ہوں اور یہ اس قدردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اپنے دوستوں کو آپ کی تجاویز پر ایک طرح راضی کر لیا ہے۔ جسکو میں تفصیل کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا۔ چند ماہ میں مختلف اردو اخبارات میں جاپان اور اشاعت اسلام کے عنوان سے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ بعض بزرگان قوم کے دلوں میں ایک غیر معمولی جوش اسوقت پیدا ہو رہا ہے جو اس امر کا متقاضی ہے کہ ممالک غربیہ اور بلاد شرقیہ میں اشاعت اسلام ہو جاوے۔ یہ خیال اگرچہ ایک پرانا خیال ہے۔ لیکن گذشتہ جنگ روس و جاپان نے اس خیال کو از سر نو زندہ کر دیا ہے۔ اور خصوصاً طبایع کا رجحان آجکل جاپان کیطرف کسیقدر زیادہ ہے۔ ہمارے شاہ پوری نوجوان محمد اسحاق صاحب مقیم جاپان کی تحریرات بھی اسوقت بہت کچھ تشفی بخش ہیں۔ اور تحریص دلانے والی ہیں۔ ان تمام تحریرات میں خدا کا احسان ہے کہ بزرگان قوم نے بے تعصبی سے کام لیا ہے۔ اور اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر کام ماہواری میگزین ریویو آف ریلیجنز نے کیا اسے قابل تذکرہ سمجھا گیا بعض احباب کے نزدیک یہی رسالہ اس مہتم بالشان کام کیلئے اسوقت موزون ہے۔ ہاں ان کے نزدیک اسمیں کوئی کمی ہے تو یہ کہ اسکے بعض مضامین جو سیکٹیرین رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں نہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر ہمارے اہل الرائے دوست ریویو آف ریلیجنز کو اسلام کا حقیقی وکیل ماننے کو تیار ہیں اگر ہم آیندہ اسمیں سے اپنے مقدس مشن احمدیہ کے متعلقہ مضامین درج نہ کیا کریں۔ میں نے نہایت دلچسپی اور شوق سے ان تمام تحریرات کو پڑھا۔ اور میری ذاتی رائے خواہ کتنی ہی ان کے مخالف کیوں نہ ہو۔ لیکن بمصداق کلام حضرت آقا صاحب جناب مرزا صاحب

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوے حب پیمبرم

مجھے ان بزرگ لکھنے والوں سے سچا انس اور پیار ہے اور میں اسلئے ان کی آرا کا قدردان ہوں کہ آخر یہ اپنے خیال میں اسمیں اسلام کا بول بالا سمجھتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون پر ذرا مفصل لکھوں (نا تمام)

کیونکہ آپ کا والا نامہ مجھے ایک تحریک ہو گیا میں چاہتا ہوں کہ وطن کے کالموں کے ذریعہ اسلامی پبلک کو ان تجارب کی اطلاع دوں جو ہمیں چار سال گذشتہ میں بعد از اشاعت ریویو آف ریلیجنز اس امر میں حاصل ہوئے کہ ہم کہاں تک غیر اقوام اور غیر اسلامی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کا اصل طریق کیا ہے

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض بہت حد تک غیر اسلامی اقوام میں اسلام کے حقیقی نور کی چہرہ نمائی تھی۔ اس لئے شروع سے ہی منافع کے خیال کو سر سے نکال کر ہم نے چاہا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اس رسالہ کی اشاعت غیر اسلامی دنیا میں مفت کیجائے۔ کیونکہ آجکل لوگ کچھ دنیوی معاملات میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں کہ مذہبی معاملات کیلئے اور پھر ایک غیر مذہب کیلئے جس سے انہیں کوئی مناسبت نہ ہو کوئی کوڑی خرچنا بہت ہی مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے دوستوں سے استدعا کی کہ وہ دو دو چار چار یا زیادہ پرچوں کی خریداری کر کے ہمیں اجازت دیں کہ ہم انکی طرف سے ریویو کے پرچے مفت بلاد غیر میں بھیجیں۔ ہمارے دوستوں نے ہماری اس صدا کو سنا اور ہم بہت تھوڑے عرصہ میں اس قابل ہو گئے کہ آسانی کے ساتھ کئی سو پرچے مفت یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر بحر ہند اور آخر کار جاپان میں بھیج سکیں۔ غربی ممالک کے مشہور شہروں کے مشہور باشندوں کی فہرستیں مہیا کی گئیں۔ اور ان لوگوں کو نام مفت پرچے بھیجے گئے

بعض وقت ہمارے منشاء کو معلوم کرنے پر خود بخود ان لوگوں نے ایسے اصحاب کی ہمیں اطلاع دی جو ہماری ان عند اللہ خدمات کی قدر کریں۔

چنانچہ پہلے سال کی خاتمہ پر ہی ایک دلچسپ سلسلہ خط و کتابت کا مختلف بلاد کے مشاہیر سے شروع ہو گیا۔ جس سے ہمکو ایک طرف تو یہ معلوم ہونے لگا کہ ہر ایک جگہ حقیقی صداقت کو لینے کیلئے بڑی تڑپ کے ساتھ ہزارہا روحیں بیقرار ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ہم کو یہ بھی نظر آنے لگا کہ کسقدر غلط فہمیاں ہمارے پیارے مذہب کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

بڑی خوشی جو ہمیں ان خطوط کے پڑھنے سے ہوئی وہ یہ ہے کہ مشاہیر ممالک غربیہ نے اعتراف کیا۔ کہ اسلامی حقایق سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان کے نزدیک اسلام ایک جھوٹا مذہب تھا۔ اور وہ خوش ہوئے کہ اسلام کی تعلیم انسانی معاشرت اور تمدن اور انسانی ترقی کے ممد ثابت ہوئی ہے۔

کونٹ ٹالسٹائی روسی فلاسفر سے آپ کے ناظرین خصوصاً واقف ہوں گے۔ اس کے پاس یہ رسالہ گیا اور پڑھا۔ آخر کار وہ فلاسفر اس رسالہ کی زبردست تحریر کا قائل ہوا۔ اس نے ہم کو ہدایت کی کہ ہم الوہیت مسیح کے غلط مسئلہ کے تعاقب کو چھوڑ دیں اور بہا قیمتی وقت اور لیاقتیں ایسے عقیدہ کی استیصال میں خرچ نہ کریں۔ اور اس کو بہتر بہتر کاموں میں لگاویں۔ پھر اس نے ذیل کے ریمارک ہمارے مضمون "زندگی بعد الموت" اور "گناہ سے کسطرح نجات ہو سکتی ہے" پر لکھے۔ اور جو خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے گئے ہیں نہایت فاضلانہ اور صحیح ہیں۔

شیخ عبد اللہ کوئیلم نے اس رسالہ کے بعض مضامین کریسنٹ میں نقل کئے۔ اور لکھا کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فاضلانہ مضامین ہیں" "نہایت ہی فاضلانہ مضمون جس سے عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا" یہ شیخ ممدوح کے الفاظ ہیں خیر وہ تو مسلمان تھے ہی اور ان کا فرض ہی تھا کہ وہ حقیقی قدردانی کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس رسالہ کو پڑھکر بعض فاضل عیسائی مسلمان ہوئے جنمیں سے ایک حسن اینڈرسن ہیں۔ جن کے نام رسالہ جاری ہے اور جنکی خط و کتابت آجتک ہم سے ہے۔

الغرض ہم اس نتیجہ پر آگئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا سب سے اعلیٰ فرض ہے کہ اول خود اسلام کو بخوبی سمجھیں۔ اور پھر اس کو سمجھکر دنیا کو سمجھا دیں۔ خدا جانتا ہے اور ہمارا چھوٹا سا تجربہ چار سال کا شاہد ہے کہ کل دنیا اوہام پرستی میں پڑی ہوئی اور راستی اور سچے نور کیلئے بے چین ہو رہی ہے۔ اور نعم البدل کی تلاش میں ہے۔ ایک لاتعداد مخلوق اس وقت غیر الحاد میں ہے اور جس کا مفہوم مذہب اور مفہوم خدا چونکہ صرف مفہوم عیسائیت تھا۔ اس لئے انہوں نے مذہب اور خدا کو غیر ضروری سمجھ رکھا ہے۔ لیکن وہ اسلام اور اس کے خدا کو دیکھکر ایک منٹ اس سے جدا نہیں سکتے کیونکہ ہاں اگر ضرورت ہے تو حقیقی تعلیم اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی۔ وہ جانتے ہیں اور انہوں نے سن رکھا ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے لیکن ان کے نزدیک یہ ہندوستان کا ایک مذہب ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے۔ جہاں اور دیوتاؤں اور بتوں کے سوا محمد ایک دیوتا اور اللہ ایک اور دیوتا ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک انسان پرستی ہے لیکن انکے نزدیک ہندو مذہب ہے جسکی شاخ اسلام ہے عیسائیت اچھی ہے۔

اب ایسے وقت میں ایک مرد خدا یا بہت سے مردان خدا کی محبوبی اور مستقل کوششوں کی ضرورت ہے جو ان لوگوں کو غلط فہمیوں سے نکالیں اور اسلام کا حقیقی چہرا دکھلا دیں۔ اور یہ سمجھا دیں کہ وہ حقیقی معبود حی قیوم سمیع بصیر مجیب الدعوات خدا ہے۔ وہ قرآن کا خدا ہے۔ اور اسی کتاب پر عمل کرنے سے وہ خدا ملتا ہے۔ اور اس خدا کے پانے والے کی طاقتیں ان تمام جھوٹے کسبی معبودوں کے مقابل ارفع و اعلیٰ ہیں۔

تو کیا امریکن لوگ جو معاشرت کے کاموں میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں جیسے کہتے ہیں۔ وہ اسلام لینے کو تیار نہیں ہونگے؟ وہ ضرور تیار ہیں۔ لیکن بہت ممکن ہے تو ہماری کہ ہم ٹھیک طریق نہیں جانتے کہ ہم کسطرح خدا اور رسول کی خدمت کر سکیں۔

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم مشنری بھیجیں یا تصنیف کا کام ہیں اور اگر تصنیف کے کام میں تو مصنف کہاں سے اور کس دل و دماغ کے پیدا کریں۔ یا یہ کہ ہم مسلمان شدہ باشندگان ممالک غیر کی مدد کریں۔ اور وہاں مشن قایم کریں مجھے میاں رحیم الدین صاحب کے دل سے نکلا ہوا مضمون اگر چہ وطن پیسہ اخبار کے کالموں میں چھپا ہے یہ کہنے میں جہاں لفظاً لفظاً اتفاق ہے کہ ہم اس قابل نہیں کہ مشنری بھیج سکیں۔ وہاں میں اس بات کو بھی کہنے کیلئے علی وجہ البصیرۃ تیار ہوں کہ مسلمان شدہ باشندگان غیر ممالک پر اشاعت اسلام کیلئے بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑی وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل کتب مذہب میں کوئی دسترس نہیں ہوتی۔ شیخ الاسلام انگلستان ایک نیک مسلمان ہیں لیکن میں کئی سال سے ان کے پرچہ انہلال کے مضامین میں دیکھتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ یہ پرچہ کیوں اشاعت اسلام کا آرگن سمجھا گیا ہے اور اس کے لکھنے والے کیوں اسلامی معاملات سے کافی واقفیت رکھنے کی عزت دیئے جاویں۔ تاریخی مضامین لکھ لینا یا عیسائی مذہب پر حملہ کر لینا تو اس بھاری فرض سے انسان کو سبکدوش نہیں کر سکتا۔ جو تبلیغ اسلام کی گردن پر ہے۔

خیر وہ تو بچارے انگلستان نژاد ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوئے علماء پر شبہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے معنوں کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں۔ اور کہاں تک اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ اشاعت اسلام کیلئے گھر کے باہر قدم رکھنے کیلئے نہ صرف ہمیں زبان انگریزی اور نہ فلسفہ جدیدہ اور علوم مروجہ سے کافی واقفیت ہونی چاہئے بلکہ ہم تمام مذاہب کو تمام فرقوں کے عقاید کو ان کے خیالات کو ان کے مذاق اور ان کے حالات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں۔ ہم ان اسالیب کلام سے واقف ہوں۔ جو آجکل ایک بات کو موثر کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ موجودہ نسل انسانی کی کمزوریوں اور ان کے تعصبات اور تلازمات کا ہمیں کافی علم ہونا چاہیے۔ تاکہ ہم بوقت گفتگو ان کو زیر نظر رکھیں بعض اوقات بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ حقایق کا اثر مخاطبین پر اسلئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنے مخاطبین کے تعصبات کو نظر انداز کر دیتے ہیں یہی حال آجکل کے علماء دین کا ہے خصوصاً جب ان کے مخاطب انگریزی خواں نوجوان ہوں یہ علماء بلا تامل ان باتوں پر اول ہی دل حملہ کر دیتے ہیں جس سے ان نوجوانوں کو خاص تعصب ہوتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں اچھی سب تقریریں نوجوانوں کیلئے بالکل بیفائدہ ہو جاتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض ہمارے دوست مذہب کی جوش سے متعدد ہو کر جاپان یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں۔ لیکن وہ وہاں جا کر کریں گے تو کیا کریں گے۔ ہمارے ہاں آخر وہ مستقل ہی نہیں جیسے عیسائیوں کے ہاں ہے۔ کہ ہم ممالک غیر میں جا کر مشن قایم کریں۔ سکول بنا دیں۔ عمارتیں بنا دیں۔ پھر گھر گھر ہم ایک جماعت کی جماعت نکلیں۔ اسقدر ہمارے پاس کافی روپیہ ہی ہو کہ ہم اس ملک کے اہل بیچ اور بیکل لوگوں کو کھینچ کر اسباب مہیا کر کے اپنے جلسوں کی ابتدائی رونق بڑھائیں ہمارے ہاں پردہ کی بھی سخت قیود ہیں۔ اور نہ ہماری غیرت ہی تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے ہمراہ فرقہ اناث میں سے خوش شکل اور خوش وضع رفیق اپنے ہمراہ رکھیں۔ جن کا ہمارے جلسے میں بیٹھنا ہی اس ملک کے باشندگان کو ہماری طرف کھینچ لائے۔ اور اسطرح ہم ان کو اپنے خدا کا کلام سنا سکیں۔ اس ناداری اور اجنبیت کے عالم میں اور اس غیرت کے ماتحت ہمارے لئے غیر ممالک میں بحیثیت مشنری نکلنا بالکل تضیع اوقات و تضیع مال ہے۔

علاوہ ازیں جو ممالک ہمارے زیر عزم ہیں انکی مالی حالت۔ انکا تمدن۔ ہم سے لاکھ درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ ہم اپنے کلام کو انہیں اسی صورت میں موثر کر سکتے ہیں۔ جب ان لوگوں میں کچھ دیر رہ کر اپنی دنیوی وجاہت اور مالی حالت سے ان میں اعزاز حاصل کر کے اس قابل ہو سکیں کہ وہ ہماری طرف متخاطب ہوں۔ ورنہ صدائے طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔

راقم الحروف سخت مخالف اس بات کا ہے کہ ہم مشنری بھیجیں یا غیر ممالک کے مسلمان باشندگان کی اشاعت دین کے لئے مدد کریں۔ میرے نزدیک سہل طریق اور حالات موجودہ کے ماتحت قابل عمل طریق یہی ہے۔ جو ریویو آف ریلیجنز نے اختیار کیا اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ اسلامی تصانیف تیار کریں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو مفت اسے شایع کریں۔ لیکن یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں۔ موجودہ حالات کے ماتحت یہی ایک راہ ہے۔ جسکے لئے سب سے اول تو خدا کرے کہ ایسے انگریزی خوان مسلمان پیدا ہوں۔ جو اعلیٰ تعلیم جدیدہ کی ڈگریاں حاصل کر کے میرے محترم بھائی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کیطرح دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ زبان عربی اور علم دین کی کافی واقفیت حاصل کریں۔ اور پھر قوم ان کو کئی ہزار روپیہ کا کتب خانہ جمع کر دے اور اسکے ساتھ ملکر کام کرنے والے کئی ایک فاضل اور عالم واقف قرآن و حدیث ہوں۔ ان کے ہمراہ کام کرنے کے لئے کئی ایک انگریزی خوان نوجوان ہوں جن کا کام مغربی مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر کو دیکھنا اور اس سے اعتراض اخذ کر کے اس مجمع علماء و فضلاء میں پیش کرنا ہو پھر ایک ایک مسئلہ کی تحقیق یہ بزرگ کریں۔ اور اس تحقیق کے بعد کوئی مضمون دنیا میں نہ آئے۔

ریویو آف ریلیجنز جسکی خدمات کو آج قوم نے باوجود مخالفت کے قبول کیا۔ حتی کہ اسکی بعض علمی تحقیقات پر اہل الرائے نے صاد کر دیا۔ چنانچہ مسئلہ طلاق پر جو کچھ اس رسالہ میں نکلا۔ اسپر البیان کے ایڈیٹر نے یہ رائے قایم کی کہ جس تحقیق سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کیگئی ہے۔ وہ تحقیقات کی آخری حد ہے یہ اسکی کامیابی کی وجوہ کا بیان کرنا میں ضروریات سے سمجھتا ہوں تاکہ ہماری قوم کے بزرگ اس بات کا

اندازہ کریں کہ جہاں اشاعت اسلام کی راہیں خداتعالیٰ نے چاروں طرف کھول رکھی ہیں وہاں اس کام کو حاصل کرنے کے لئے کیا کیا سامان ضروری ہیں۔

اس رسالہ کے ایڈیٹر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے اور ایل ایل بی کے بعد متواتر تین سال قانون پڑھکر امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ مقابلہ کے امتحان اکسٹرا اسسٹنٹی کے منظور شدہ امیدوار تھے۔ ریاضی میں یہ ایک مسلمان ہیں جو ایم۔ اے میں اول رہے۔ اور پھر یونیورسٹی نے انہیں ریاضی کا ریڈر مقرر کیا۔ آخرکار جب ان کیلئے وکالت کے دروازہ کھولدیا تو انہوں نے اس پیشہ پر لات ماری اور قادیان میں علم دین سیکھنے کیلئے آگئے۔ جہاں آپنے حضرت قبلہ نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے قرآن کریم۔ تفسیر حدیث اور دیگر کتب دینیہ پڑھیں۔ قرآن بعد اس رسالہ کا خیال کیا گیا۔ اس کیلئے کئی ہزار روپیہ خرچ کرکے ایک بڑا ذخیرہ کتب کا مہیا کیا گیا۔ تمام قسم کی عربی اور انگریزی لغت کی کتابیں منگائی گئیں۔ علاوہ ازیں لاکھ روپیہ سے زیادہ قیمت کا کتب خانہ قادیان میں حضرت حکیم نورالدین صاحب کا تھا۔ اور اس کے علاوہ قادیان میں خود حکیم صاحب موصوف اور ان کے ہمراہ ایک کافی تعداد علماء کی موجود ہے۔ اور انکی گروہ جٹ کی ہے جن سب کا پہلا کام تحقیق دین ہے۔ ان سب کے بڑھکر ہندوستان کے سلطان القلم خود حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جنکی قلم اور تحریر کا زمانہ قائل ہے چنانچہ ان بزرگوں کی متفقہ کوشش اور تحقیق کا نتیجہ تھا کہ گذشتہ چار سالوں میں ایک عالیشان سلسلہ مضامین کا نکلا جس نے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالدیا۔ عصمت انبیاء کے متعلق ایک ناپاک سلسلہ مضامین کئی سال سے عیسائی جماعت نے شروع کر دیا تھا جسمیں کل انبیاء و مرسلین کو معاذاللہ گنہگار فاسق اور فاجر ٹھہرا کر مسیح کی معصومیت پر زور دیا گیا تھا۔ آخرکار ریویو آف ریلیجنز نے ایک سلسلہ مضامین کا نکالا۔ اور اس مضمون کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ عیسائی اسدن سے ساکت ہوگئے۔ پھر ڈاکٹر حسین احمد کے خطرناک آرٹیکل انگریزی اخبار میں شائع کئے۔ اور مسلمان ہوکر اسلام پر حملہ کئے۔ ان کے آرٹیکل کا جواب تھا۔ پہلے سال میں پانچ ہی مضامین طلاق۔ غلامی۔ پردہ وغیرہ پر نکلے۔ اور اس نے سینکڑوں انگریزی خوان مسلمانوں کو پھر اسلام پر پختہ کیا۔ ابھی آئندہ کے لئے بڑے بڑے ضروری مضمون اس رسالہ کو زیر نظر ہیں۔ اور سب بڑھکر جو ہم کو اسوقت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانحعمری لکھی جاوے جس کیلئے مٹیریل بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ اور میرے نزدیک قرآن کریم کے ترجمہ سے کچھ کم ضروری یہ کام نہیں ہے۔ مگر مذکورہ بالا تحریر کو پڑھکر ہمارے وہ احباب جو اشاعت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ اس کام کی اہمیت اور اسکی ذمہ واری کو سمجھ گئے ہونگے۔ میں ان دوستوں کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کیلئے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو وسیع کیا جاوے اور اسکو ہی مضبوط کیا جاوے۔ البتہ ان احباب کی رائے ہے کہ اس رسالہ کو ان مضامین سے الگ کیا جاوے جنمیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی یا ان کے مشن کے متعلق تذکرہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر ریویو آف ریلیجنز ان مسائل کی بحث سے خالی ہو جاوے جو ہم میں اور ہمارے مخالفین میں متنازعہ فیہ ہیں۔

یہ مطالبہ ایک اس قسم کا مطالبہ ہے کہ اگر ایک طرف تو مجھے ان مطالبہ کنندہ احباب کی نیک نیت اور انکی اغراض کی علو شان۔ اور دوسری طرف اپنے مقدس مشن کی کامل صداقت پر یقین اور ایمان نہ ہو تو میں ایک منٹ کے لئے اس تجویز کو سننے اور غور کرنے کیلئے تیار نہ ہوں خداتعالیٰ نے میرے آقا اور مولا کو ایک مطیع اور منقاد جماعت عطا فرمائی ہے جو بروقت ضرورت ہر قسم کی مالی امداد دینے کو تیار ہے۔ دوسری طرف علماء فضلاء اور علوم جدیدہ سے واقف لوگوں کی ایک کافی تعداد ان کے حکم کی بجاآوری میں حاضر ہے۔ پھر ریویو جیسے میگزین کی اشاعت میں ہم کو کیا حاجت ہے کہ ہم غیروں کی طرف رخ کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں ہمارے جدید تجویز ریویو آف ریلیجنز کو قطعاً نون سیکٹیرین بنانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ذاتی طور پر اعتراض ہے۔ بلکہ ہزارہا ناواقف مسلمان ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے تو ہر طرح کی قربانی کو تیار ہیں لیکن وہ متعصب علماء کے دھوکہ میں آکر اس بات کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ ریویو آف ریلیجنز باوجود ایک حد تک احمدی مشن کا آرگن ہونے کے پھر بھی قابل قدردانی ہے۔ اس لئے وہ احمدی مشن سے اسے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال یہ ان کا خیال بہت حد تک قابل عزت ہے۔ دوسری طرف میرا یہ ایمان ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہوکر ایک سچا مشن لائے ہیں جیسا کہ میرا ایمان ہے۔ تو یہ مشن **ریویو آف ریلیجنز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔** اپنی صداقت خود بخود قائم کریگا۔ ہاں ریویو آف ریلیجنز بوجہ اس کے کارپردازوں کیلئے یہ قابل ناز امر ضرور ہے کہ انہیں اس سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا اس لئے میں آپ سے اور آپکے ہم رائے دوستوں سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کو بلالحاظ فرقہ شائع کیا جاوے اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں اسے اپنا آرگن سمجھکر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں۔ ایڈیٹر اور دیگر مہتممان رسالہ ہذا کا فرض ہوگا کہ آئندہ اس کے صفحات کو خاص طور پر حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں۔ اور ان مضامین سے اوسے اجتناب کریں جو اسلام کے خوبصورت چہرے کو دنیا کی نگاہ میں ... کریں۔

اب رہے ہمارے احمدی احباب جو اس بات پر مصر ہیں کہ رسالہ موجودہ صورت میں رہے۔ اور ان کا حق ہے کہ ہم ان کے اصرار کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ سو ان کے لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے۔ اور دیگر کارکنان رسالہ و ایڈیٹر صاحب کو بھی ایک حد تک میں نے متفق کرلیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ ایک ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز کا شائع کیا جاوے جو الگ سرورق کے ساتھ شائع ہو۔ اسکی قیمت بھی الگ ہو۔ اوسمیں جو مضامین احمدیہ مذاق کے مطابق ہوں وہ شائع ہوا کریں۔ یہ ضمیمہ صرف احمدی احباب کیلئے شائع ہوگا یا ان لوگوں کے لئے جو خود دعاوی حضرت مرزا صاحب سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین میری اس تحریر کو غور کے ساتھ دیکھیں گے۔ اور تعصب سے الگ ہوکر ایک مشترک غرض کو مدنظر رکھکر اسکی تکمیل کی فکر کریں گے۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب) از قادیان

مدرسہ تعلیم الاسلام کیضرورت

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت ناکافی سمجھکر مدرسہ کے لئے ایک قطعہ زمین پسند کرلیا گیا ہے۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ آج ظاہر کرتا ہوں کہ ۱۰ گھماؤں اراضی قادیان کے شمالی جانب خرید کرلی گئی۔ یہ اراضی جناب افضل بیگ صاحب رئیس لاہور کی ملکیت ہے۔ جناب ممدوح نے مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرکے اور اسے مسلمانوں کی متفقہ اور مشترکہ اغراض سمجھکر ۵ گھماؤں اراضی مفت مدرسہ کو **عنایت** کی ہے اور ۵ گھماؤں قیمتاً اور وہ بھی نہایت ہی مناسب قیمت پر یعنے چار ہزار تین سو پچہتر روپیہ کے بالعوض میں مرزا **صاحب** موصوف کی اس مہربانی اور ہمدردی کیلئے انکا شکر گذار ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے ساتھ ظاہر کی ہے۔ غرض مدرسہ کیلئے زمین لے لی گئی ہے لیکن اب عمارت کا سوال ہے اور اس اراضی کی قیمت کا بہم پہنچانا ہے۔ یہ زمین مدرسہ اور کالج کیلئے انشاءاللہ کافی ہوگی اور اگر اور ضرورت پڑی تو ہم مرزا **افضل بیگ** صاحب کو مزید توجہ دلاکر اپنے اور بھی ایک قطعہ حاصل کر سکتے ہیں گویا کالج اور مدرسہ کیلئے جسقدر بھی اراضی کیضرورت سمجھی جاوے۔ اسکی طرف سے گونہ اطمینان ہے لیکن سوال روپیہ کا ہے میں نہیں جانتا کہ کن الفاظ میں قوم کو متوجہ کیا جاوے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ افراد قوم کے دل میں القا کرے اور مدرسہ کیضروریات کیلئے انہیں مردانہ وار قدم اٹھانے کی تحریک کرے۔ اس عمارت پر صرف سکول کیلئے طیار ہو **تیس پینتیس** ہزار سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ بات تو کچھ بھی نہیں صرف ہمارے احباب کو ہمت اور حوصلہ سے کام لینا ہے اگر تیس پینتیس آدمی بھی یہ عزم کرلیں کہ وہ ہزار ہزار روپیہ جمع کرکے بھیجدینگے تو معمولی بات ہے اسوقت قوم کے سربرآوردہ اور معزز اصحاب کو دست کرم بڑھانا چاہئے وہ اپنی آئندہ نسلوں کے تعلیمی انتظام کا بنیادی پتھر رکھنے کو ہیں جو ذی مقدرت ہیں وہ اس قومی سکول میں اپنے نام سے کمرے طیار کرائیں خود چندہ دیں دوسروں سے دلائیں۔ میں تمہیں ایک عجیب بات سناتا ہوں کہ جس روز اس زمین کا بیعانہ دینے کی تجویز کی تو حضرت حکیم الامۃ کے مشورہ سے میں اور مخدومی اخوی محمد علی صاحب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس امر کو عرض کرنے اور آپ سے اجازت لینے کیواسطے گئے تو آپ نے جہاں اس اراضی کا خرید لینا پسند فرمایا اور اجازت دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ کیوں کالج نہیں بنایا جاتا؟ ہماری جماعت کی تعداد اسوقت بہت بڑھ رہی ہے اگر کوئی شخص ایک لاکھ تک شمار کرے اور ہر شخص سے ایک روپیہ بھی وصول کرے تو ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے اور یہ کچھ بات نہیں۔ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرو۔ اور آپ کی آرزو کو سوچو آپ چاہتے ہیں کہ **کالج** بناؤ اور قوم کے افراد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اگر ایک ایک روپیہ بھی جمع کریں تو کالج بن جاوے۔ یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب و آقا کی خواہش کو پورا کرے۔ ورنہ ہمیں تو تو کوئی شک نہیں کہ خدا کے مامور کے منہ سے آجتک کوئی بات ایسی نہیں نکلی جو پوری نہ ہوئی ہو اور نہ آئندہ کوئی بات ایسی ہو سکتی ہے جو پوری نہ ہو۔ پس **کالج** تو بنے گا اور ضرور بنے گا لیکن **مبارک** ہونگے وہ شخص جو خدا کے موعود کے ارادوں کی تکمیل کیلئے سعی کریں۔ دوستو آج خدا کا **موعود** ہم میں ہے اور سلسلہ ابتدائی حالت میں ہے وقت آتا ہے کہ بادشاہ اسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ اسوقت تمہارے چند پیسوں کی حاجت ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم آج **مشت جوین** کو احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قابل قدر بنانا چاہتے ہو تو اٹھو اور قدم بڑھاؤ۔ ایک روپیہ فی کس کوئی چیز نہیں۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو کے پورا کرنے میں مدد دو۔ اور خداتعالیٰ کے فضل کے وارث بنو۔ مدرسہ کی عمارت کے سوال کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ بہت جلد اس رقم کو پورا کرو۔ پھر ایک اور بات بھی میں سوگوار دل سے یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیارے **عبدالکریم** (رضی اللہ عنہ) کی یادگار کے لئے بارہا یاد دلایا گیا۔ لیکن ابھی تک اسپر بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اب موقع ہے کہ اس یادگار کو اس مدرسہ کی صورت میں قائم کردو۔ زیادہ باتوں کو چھوڑو اگر کچھ کرنا ہے تو کرکے دکھاؤ مختلف شہروں کی جماعتیں خود کام کریں۔ وہ اس امید میں نہ رہیں کہ قادیان سے کوئی ڈیپوٹیشن ان کے پاس جاوے تو وہ تب ہی روپیہ دینگے یا حکیم الامت کی تحریر نکلے یا مولوی محمد علی صاحب یا فلاں لکھے۔ آج ہم **عبدالکریم** مرحوم کی زبان اور قلم کہاں سے لائیں؟ ما و شما کے خیال کو چھوڑو۔ اور قومی ضروریات کیلئے دل کھول کر قدم بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان ضرورتوں کی اہمیت کو نفخ کرے۔ آمین۔

اطلاع - اخبار سب خریداروں کے نام تاریخ مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے ان کو چاہیے کہ جو پرچہ نہیں پہنچا وہ پرچہ دوسرے اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں دیا جاوے گا۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت و حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل التقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(مرقومہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مینے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو سنایا اسوقت اخویم مولوی محمد علی صاحب و شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولوی صاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پر آب ہوگئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنے اخلاص اور خادمانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے یہانتک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ اسکی سچائی کا کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے ہی اندر سوچا کرتا تہا۔ کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہماہی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعا اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہمارا فرض ہے۔ میں آپکی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پہر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تہا۔ اور جو جواب مولوی صاحب نے دیا وہ بہی عرض کردیا۔

اسپر فرمایا اصل میں مولوی صاحب سے دعا کرانیمیں میرا ایک بڑا بہاری مقصد یہی تہا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ اسلئے ہماری یہ مراد تہی۔ کہ اس رنگ میں بہی وہ اپنی شفا کیلئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالیٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے اور اسکی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے اور اپنے رحم اور فضل اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نظارہ اور دلداری ان لوگوں کے سوا کسی میں نہ پاؤ گے۔ جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۱) حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب جو کچھ کہ میں بیان کر چکا ہوں اس سے حضرت اقدس کی محبت کا

خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپکو کہاں تک دل سے عزیز تہے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا ہم وغم دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتے ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تہی کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں دیکھ نہ سکتے تہے۔ ماسوا اس کے حضرت صاحب نیچلی منزل میں رہتے ہیں۔ اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تہے۔ حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہو گئے تہے۔ اسکے علاوہ کئی راتوں کی بیخوابی اور بے چینی سے اور بہی ضعف زیادہ ہو گیا تہا۔ آپ نے مجھسے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کیلئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جا کر نماز پڑہونگا (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑہی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے) اور نیز مولوی صاحب کو دیکھونگا مگر میں ضعف دل کیوجہ سے سیڑہیاں نہیں چڑہ سکا۔

مجھے اس موقع پر اپنے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بہی مولوی عبد الکریم صاحب سے ایک برادرانہ یگانہ تعلق تہا اور مرحوم مولوی صاحب سے نہایت درجہ کی محبت رکہتا تہا اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تہا۔ ایسے ہی اپنے ہمرنگ عشاق (مثلاً مولوی صاحب مرحوم) کا بہی فدائی اور جان نثار رفیق تہا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بہی بیجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کے آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروزپور میں تہا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تہا کہ ہر وقت اس کا ان کیطرف دہیان لگا رہتا تہا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تہا اور خود اس قابل نہ تہا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کرکے حضرت اقدس تک پہونچ سکے اس نے حضرت اقدس کی خدمتمیں ایک عریضہ لکہا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر ملجاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پہر اسی مضمون کا ایک تار بہی دیا حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکہا۔ میں اسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجہے کہ ایسا دل خدا کی خاص الخاص پیاروں اور ماموروں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو کہ اس منبع فیوض سے [illegible] جوش مار کر نکلتا ہے۔ شاید ہے۔ کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور اپنی آلایشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کی رحمت سے

حصہ لے اور ٹھٹھا کرنیوالے اور جھٹلانے والے گروہ سے دور ہو۔ آمین۔ خط مفصلہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اسوقت جو میں درد سر اور سردی کی تپ کی وجہ سے بیمار ہو گیا ہوں۔ مجہکو تار ملی۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کیلئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہونا چاہئے۔ میں تو سخت بیماری میں بہی انسے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالتمیں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ میں بہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکہوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا۔ مجھے پاس اور ترددیک سمجہو نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اسکی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکہوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجہکو ملی ہے میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گہر میں بہی ایوب بیگ کیلئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت ان کو بہی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ تحریک سے وہ بہی مبتلا ہیں۔ اور ایک ہاتھ رسنہ حلق میں ہو گیا ہے۔ تحریک سے اندر کہچ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بہی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تہی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اسوقت اٹہا کر بٹہا دیا آپ کا کیس کیا حرج ہے۔ کہ اسکی ہر روز مجہکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابہی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تہی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کیگئی تہی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ جوزہ کا شوربا بینے بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام- ۲۵-اپریل ۱۸۹۹ء

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔

یہ وہ خط ہے کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کیحالتمیں پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی گویا کہ اسے اس خط کا انتظار تہا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسکو سخت قسم کا تپ دق تہا۔ دو سال تک برابر اسکو سخت تکلیف رہی۔ مہینوں ہر دو رات کو نہیں سویا۔ اور دستار بلا ہو گیا تہا۔ گر مجھے کہا کرتا تہا کہ بیماری کی اگر میں ایسے ڈاکٹر کا ہاتھ جسکے طالب العلم نے مدینہ کا علم تشریح پڑہا ہو۔ تو مجہے یہ پڑہ سکتا ہے۔ آخر میں خون کے اسہال جاری ہوگئے۔ مگر اس مرحوم نے

جب کسی نے طبیعت کا حال پوچہا تو یہی جواب تہا۔ کہ الحمد للہ خدا کا بڑا فضل ہے میں خوش ہوں۔ اور اسمیں کوئی بناوٹ یا تصنع نہ ہوتا تہا واقعی اسکا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تہا اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت پایا۔ نا لفظ کبہی موہنہ پر نہ لایا۔ اپنی والدہ اور ضعیفہ دادی کو ان الفاظ میں تسلی دیا کرتا تہا۔ کہ جس خدا نے مجھے پچیس سال تک ہمیشہ صحت اور تندرستی میں رکہا۔ اب میں تہوڑے دنوں کی بیماری کی وجہ سے شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں کہ اسکی شکایت کیجاوے بلکہ شکر کرو اور اس سے فضل مانگو۔ مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تہا صبح کی نماز پڑہکر فوت ہوا اور اس کا چہرہ اسوقت تبسم کر رہا تہا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تہا۔ اور خود ہی اپنا ایمان و اسلام و حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکر یہ کیا۔ اور اپنے موہنہ کر کلمہ شہادت پڑہکر قبلہ کیطرف موہنہ کرکے سوگیا۔ اور اپنے سید و مولیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا جن کا کہ اسے کمال عشق تہا۔ اور ہر ایک بات میں انکی اتباع میں لذت اور سرور پاتا تہا۔ وہ خدا کے فضل سے کمال خوبی کے ساتہ اپنی منزل مقصود کو پچیس سال کی عمر میں طے کرکے واصل الی اللہ ہوا۔ اور رحیم الرحمٰن کے فضل سے کہ امید وار ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکہتا تہا۔ اور وہ ایک شیشہ تہا جو لبالب عطر سے پر تہا۔

اب میں نہایت ہی ادب سے ان اصحاب کو پوچہتا ہوں جو اپنے اندر تعصب نہیں رکہتے۔ اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے آپکے سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے۔ جو اپنی اتنی تہوڑی سی عمر میں صرف چند سال تعلق حضرت اقدس سے ایسی اعلیٰ روحانی مدارج پر پہونچ گیا کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا اور اس کا دل ایک لمحہ کیلئے بہی متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنے اندر ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکہتا تہا۔ کہ ہر کہ و مہ اور ہم مذہب اور غیر مذہب جنکا کہ اس سے واسطہ پڑا اسکے دلدادہ اور ثناخوان تہے۔ آپ ذرا خدا کیلئے اپنے اندر غور کرکے دیکہیں کہ کیا آپ اپنے اندر وہ روحانی تبدیلی کی ہے۔ جو اس نوجوان نے کی تہی۔ اور کیا آپ کو خدا اور رسول ویسا ہی پیارا ہے۔ جیسے اس نوجوان کو تہا اگر نہیں تو پہر ذکر یہ اس سے بڑہکر اور نعمت اس جہان میں مومن کیلئے کیا ہے۔ اور اگر تم اس نعمت کے مالا مال ہونا چاہتے ہو تو آؤ اور اس مسیح آخر الزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ قادر مولیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمکو پہنچا سکتا ہے اور اس زمانہ میں اسی کو اللہ تعالیٰ نے کل جہان میں سے اس زمان منتخب کیا ہے۔ آؤ اور ان نعمتوں سے حصہ لو جو یہ لایا ہے۔ ورنہ پچہتاؤ گے۔ میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک ہی نہیں۔ ایسے صدہا ہیں۔ جو مردہ تہے ساتھ اس مسیح کے ہاتہ پر زندہ ہوئے۔ اور اس نے سے ایک میں ایک ہوں

۱؎ مفصل حالات کیلئے دیکہو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ اور انشاء اللہ جلد شایع ہوگی

مراسلات

پہلا خط جو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور واپس نہیں آیا

نحمدہ و نصلی - جناب مولنا صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکی مختلف تصانیف یعنے سوانح احمدی - تائید آسمانی - برکات اسلام - تواریخ و تاریخ عجیب وغیرہ اسوقت میرے سامنے ہیں اگرچہ ان کو پہلے ہی میں نے پڑھا تھا لیکن اسوقت پھر بطور نظر ثانی بہت غور اور خوض سے پڑھ چکا ہوں - مجھے ان کتب کے مختلف مضامین کے متعلق جناب سے کچھ استفسار کرنا ہے لیکن فی الحال میں کلام کو بہت ہی مختصر کر کے اور اپنے مقاصد کا لب لباب آپکی خدمت میں پیش کر کے ملتجی ہوں کہ جناب اس کا مختصر لیکن صاف طور پر جواب عنایت فرماویں تاکہ مجھے مزید تحقیق کی ضرورت نہ رہے اور میرا اصل مقصد حاصل ہو جاوے غرض یہ ہے کہ آنجناب نے سوانح احمدی کے ابتدائی صفحات میں عادت اللہ کو اسطرح ظاہر فرمایا ہے کہ وہ جب کسی ملک میں رحمت الہی جوش میں آتی ہے تو اس ملک میں سے کسی شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کرتا ہے سعید اسکی طاعت کرتے ہیں اور شقی ازلی اس سے انکار کر کے ذلت و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں" اس کے بعد جناب نے یہ بحث کی ہے کہ ایسے لوگوں کے کام ضرورت زمانہ کے موافق ہوتے ہیں" جس کے ثبوت میں اپنے انبیاء سابقہ کے نظائر پیش کئے ہیں اور کہا ہے کہ وہ جب سحر کا زور تھا اسوقت اسی قسم کے معجزات مصلح کو عنایت کئے اور جب طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا زور تھا اسوقت ایسے معجزات عنایت ہوئے کہ جنکے ذریعہ کوڑھی اور لاعلاج بیمار آرام پاتے" وغیرہ وغیرہ -

اب میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی جب اس ملک کیلئے رحمت الہی جوش میں آئی تو اس نے حسب عادت قدیمہ ایک شخص کو پسند کر کے ہادی مقرر کر دیا جس نے اسی سنت اللہ کے موافق اپنے تئیں مصلح اور ہادی ثابت کر دیا ہے - زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں کو ظاہر طور پر دکھلا کر (جسکی شاہد آپکی کتاب برکات اسلام کے بعض مضامین بھی ہیں) مصلح کی ضرورت ثابت کی اور پھر اپنے کاموں سے دکھلا دیا کہ وہ ضرورت زمانہ کے موافق ہیں یعنے یہ تمام فتنے جس قسم کے تھے اور ریل ڈاک چھاپہ خانہ وغیرہ کی کثرت کے سبب جن کے ذریعوں سے اور جسطرح سے یہ فتنے پیدا ہوتے تھے انکی دفعیہ کیلئے اسی قسم کا حربہ استعمال کیا - نیز جسطرح جناب نے سوانح احمدی کے مذکورہ بالا مضمون کے آخیر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے استدلال کر کے لکھا ہے کہ "مسلمانوں کا سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا" وغیرہ وغیرہ - اس مصلح نے اپنے تئیں اس کا مصداق ثابت کر دیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں رسالہ تائید آسمانی کے صفحہ ۳۰ پر آپنے لکھا ہے کہ جب تک مرزا صاحب مجدد الوقت تھے گو میں انکی مجددی کا قایل نہ تھا مگر دوسرے قائلوں سے معترض بھی نہ تھا اور جب مرزا صاحب مسیحیت کے دعویدار ہوئے تو میں گو اس دعوے کو جھوٹ جانتا تھا مگر لوگوں سے یہی کہتا تھا کہ تھوڑی انتظار کرو اگر مرزا صاحب سچا مسیح ہے تو اس کے نشان جلد ظاہر ہو جاویں گے ورنہ مثل دوسرے کاذب دعویداروں کی جلد مار کر مر جائیگا"

اب گذارش یہ ہے کہ جناب نے یہ خیالات اپنی تحریر مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۹۲ء میں ظاہر کئے تھے جسکو اب ۱۳½ برس کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے یہ اقوال اس تحریر سے بھی بہت پہلے کے ہیں - لیکن وہ مدعی ابتک جلد مر کر نہیں مرا ہے وہ صرف زندہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے نشانات صداقت بھی موافق اخبار و ضرورت زمانہ (جنکی تشریح کی اس مختصر خط میں چنداں ضرورت نہیں ہے) بخوبی ظاہر ہو کر سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہو چکے ہیں اور خود مرزا صاحب کا بھی یہی دعوی تھا اور ہے کہ حسب الارشاد الہی ولو تقول علینا اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور تباہ ہونگا اور اگر کاذب ہوتا تو ضرور ابتک تباہ اور برباد ہو جاتا - اس لئے اب میں جناب سے بکمال ادب دریافت کرتا ہوں کہ اسقدر دراز مدت جو مرزا صاحب کو ملی ہے اور جسمیں وہ اسقدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جماعت کثیر ہدایت یافتہ ہو کر انکی جان نثار حلقہ بگوش ہے - اور تقریباً تمام مکذب خصوصاً وہ جو تکذیب و تذلیل پر اڑے رہے ہیں ذلیل و تباہ ہو گئے - آیا یہ اسقدر دراز مدت آپ کے بیان کے موافق کافی نہیں ہے اگر نہیں تو کیوں کس دلیل سے؟ اور اگر ہے تو جناب نے اس سے کیا فایدہ اٹھایا ہے اور آیا ایسے کوئی اور بھی مثال موجود ہے اگر ہے تو کونسی؟ اور یہی اس مثال کے ساتھ بتاویں کہ آیت "ولو تقول علینا" والی استدلال میں کیا امتیاز و فرق ہے لیکن اگر ایسی کوئی نظیر آپ کے نزدیک موجود نہیں ہے تو کیوں یہ صداقت خود آپ پر حجت نہیں ہے اور کیوں ابتک آپنے اس سے فایدہ نہیں اٹھایا ہے میں نے جناب کی تمام کتب پر بڑی عمیق نظر ڈالکر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول وہ جو بہت غور اور خوض اور محنت کے ساتھ لکھی گئی ہیں دوم وہ جو محض سرسری طور پر گھسیٹ دی گئی ہیں چنانچہ حصہ اول میں سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ وغیرہ ہیں جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۲ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور حصہ دوم میں برکات اسلام ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر آپنے لکھا ہے کہ "جو مضامین مدت سے میرے خاطر میں تھے صرف ڈیڑھ مہینہ کے عرصہ میں ان کو گھسیٹ دیا ہے" آپکی تائید آسمانی بھی اسی حصہ دوم میں شامل ہے اس لئے کہ اس کے صفحہ ۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ "یہ مختصر رسالہ سفر میں منے چلتے ہوئے گھسیٹ دیا ہے" مجھے اس بات کا بہت ہی افسوس ہے کہ جناب نے مجددیت اور مہدویت نیز مسیحیت کے دعاوی کو ایسا معمولی سمجھا کہ اسپر بغیر غور و خوض کئے ایک رسالہ سفر میں کھینچ دیا اور اسمیں اسقدر گالیاں دیں کہ الامان والحفیظ ورنہ اگر آپ سوانح احمدی کے ہی مضامین کو پیش نظر رکھتے اور بجائے سفر کے حضر میں اس رسالہ کو بجائے کھینچ دینے کے حضوری قلب اور غور سے لکھتے تو شاید یہ آپ کیلئے اچھا ہوتا بہت سی گالیوں کے ارتکاب سے آپ بچ جاتے - اور اگر یہ رسالہ آپ اس کے ساتھ لکھتے جس میں کہ سوانح احمدی لکھی ہے تو بہت سی نکتہ چینیاں کرتے ہوئے آپ رکتے - میں نے آپ کی تمام کتب کا خلاصہ بطور لب لباب اور ریویو قلمبند کیا ہے لیکن اب صرف اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہے قبل اس کے کہ عام طور پر اس کا اظہار کروں مناسب معلوم ہوا کہ یہ عریضہ مختصراً ارسال خدمت شریف کر کے آپ کے موجودہ حالات کو معلوم کر لوں امید ہے کہ جلد جواب سے سرفراز فرماویں گے - راقم عبد العزیز احمدی دہلوی ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء

دوسرا خط جو مولوی صاحب کو ۹ جنوری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور ان کے ۲۲ - دسمبر کو فوت ہونے کی وجہ سے واپس آیا

نحمدہ و نصلی - جناب مولنا صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

اپنے سابقہ خط کی جواب کا جو بذریعہ رجسٹری ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو خدمت عالی میں بھیجا تھا مجھے ابتک انتظار ہے - کچھ عجب نہیں کہ جناب کسی خاص سوچ میں ہوں گے ورنہ قوی امید ہے کہ آپ جواب ضرور دیں گے - آپ یہ مجھے بڑا حسن ظن ہے اسلئے میں ایک دوسرا عریضہ ارسال خدمت کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور اسمیں سابقہ خط کے مضامین کو چند باتیں اور اضافہ کرتا ہوں یقین ہے کہ آنجناب میرے دونوں خطوں کو بغور پڑھکر جلد مناسب جواب عنایت فرماویں گے - غرض یہ ہے کہ والد بزرگوار کو آپ سے بہت تعلق تھا اور مدت تک آپکے حالات ہی ان کے واسطے اس حجاب کا باعث ہوئے تھے اسلئے مودبانہ التماس ہے کہ آپ میرے معروضات پر پوری توجہ کریں میں اسی قدیمی تعلق کیوجہ سے جسے دو ہمدردی دل کے ساتھ آپکی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں - سابقہ خط پر مجھے صرف یہ زیادتی اس تحریر میں کرنی ہے کہ آپ اس معاملہ میں بھی دل کے ساتھ غور کریں جس کے ساتھ سوانح احمدی تحریر کی گئی ہے - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند نظائر سوانح احمدی سے آپکے سامنے پیش کر کے آپ پر یہ ظاہر کر دوں کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں آپنے منصفانہ طرز اختیار نہیں کیا ہے - اور وہ نظائر حسب ذیل ہیں -

اولاً آپ نے تائید آسمانی صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے "باوجودیکہ گھر میں دو بیویاں موجود ہیں پھر ایک تیسری کی سخت طلب ہے" پھر صفحہ ۱۸ پر آپنے لکھا ہے "باوجود پیری اور بے بایگی باکرہ خواتین کے حریص" مولنا صاحب اگر یہ تحریر کرتے ہوئے آپ کا دل حاضر ہوتا جیسا کہ سوانح احمدی کی تحریر کے وقت تو آپکو یہ خیال رہتا کہ آپنے سوانح احمدی صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ باوجودیکہ ایک بیوی سید احمد صاحب کی بکمال حسن و جمال و عصمت موجود تھی لیکن دوسری شادی اور کرلی تھی جو سید صاحب کے جنگ و جدل کے وقت سندھ میں موجود تھی جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ سے ظاہر ہوتا ہے - اور صفحہ ۱۷۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تیسری موقعہ جنگ پر بھی موجود تھی جو کشمیر کے رہنے والی تھی اور بعد واقعہ بالاکوٹ ٹونک میں فوت ہوئی -

اب مولنا صاحب اسمیں شک نہیں ہے کہ حسن عقیدت کیوجہ سے وہ الفاظ جو مرزا صاحب کی بابت آپنے استعمال کئے ہیں سید صاحب کی بابت استعمال کرتے آپ ہرگز گوارا نہ کریں گے بلکہ آپ اسکی کچھ وجوہات بیان کریں گے - سو آپ کو معلوم رہے کہ اگر آپ غور کرتے یا اب غور کریں گے تو اس قسم کے وجوہات آپ کو مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی ضرور ملیں گے -

دوم - آپ نے مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے "طرح طرح کے حیلوں سے روپیہ کے طالب خوش پوش ہے خوراک عمدہ ہے لذیذ کھانے کھاتا ہے جنپر ہزارہا روپیہ مریدوں کا خرچ ہوتا ہے" وغیرہ وغیرہ" مولنا صاحب آپ سوانح احمدیہ صفحہ ۲۶ ملاحظہ فرماویں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپکے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ "محبوبان بارگاہ الہی دنیا میں بھی لباس فاخرہ اور طعام لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائیں گے" اور اس کے ساتھ ہی جبکہ آپ اس کتاب کا صفحہ ۱۳۹ بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ میدان جنگ میں سید صاحب کے باورچیخانہ کا جاہ و حشم اور عام لوگوں سے کھانے کا انتظام علیحدہ دیکھکر جن لوگوں نے اعتراض کئے تھے انکی بابت آپنے لکھا ہے کہ انہوں نے نفس و شیطان کی شرکت اور فریب سے ... کے ساتھ یہ اعتراض کئے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں موقعوں پر پوری غور کریں -

سوم - آپنے مرزا صاحب کو بے پیر اور بے مرشد لکھکر ہدایت کی ہے کہ وہ سید صاحب کے کسی فیض یافتہ

نہ تھے بیعت کرکے کسی سلسلہ میں داخل ہوں۔ لیکن آپکو سوانح احمدی صفحہ ۵۹ کا خیال نہ رہا جہاں آپنے لکھا ہے کہ سید صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چند سوال کئے تھے اور ان کو جواب ملا تھا کہ موجودہ طریقوں میں سے کوئی بھی میرے طریقہ پر نہیں ہے وہ ایجاد کردہ ہیں اسلئے ہمارے طور اور طریقہ سے بہت دور ہیں اور اسی سبب سے سید صاحب نے اسی وقت براہ راست حضرت علیؓ سے بیعت کی تھی۔ سو مولویصاحب آپ اپنے اس بیان کو پڑھکر موجودہ حالات پر غور کریں العاقل تکفیہ الاشارت۔

چہارم۔ آپ نے چند نظائر دیکر مرزا صاحب کو عیار پر دغا۔ چالاک۔ ہشہ باز۔ حیلہ بازی اور روباہ بازی سے جھوٹ کو سچ کر دکہا دینے والا ظاہر کرکے لکھا ہے کہ یہ شخص بڑا خودستا ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں زیادہ نظائر نہیں صرف سوانح احمدی کا صفحہ ۸۵ ہی پڑھ لیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی خودستائی زیادہ ہے یا سید صاحب کی؟ کیونکہ خود آپ کے ہی بیان کے موافق سید صاحب نے اپنی مسجد کو جنت الماوی کی مسجد بیان کرکے حاضرین کو اصحاب بدر بنا دیا ہی نہیں بلکہ اپنی بابت انہوں نے بیان کیا کہ دو میں تمامی اولیاء مقبولین سلف سے ممتاز ہوں وغیرہ وغیرہ" براہ مہربانی اس اصل موقع کتاب کو نظر کے سامنے رکھکر اپنی پیش کردہ نظائر پر غور کریں جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے لکھے ہیں۔

مینے یہ چند نظائر محض اشارات کے طور پر آپکو لکہے ہیں ورنہ آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات مینے اسطرح سے لکہے ہیں اگر آپ فرماویں گے۔ اور مجھے آپ کے جواب سے کچھ صلاحیت معلوم ہو گی تو ان کو آپکی خدمت میں بہیجدینے سے ہرگز دریغ نہ ہوگا اسلئے التجا ہے کہ براہ مہربانی پورے طور پر اس معاملہ میں غور کرکے مطلع فرماویں کہ اب اس بارے میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ والسلام۔ عبدالعزیز احمدی دہلوی از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نقل اس خط کی جو مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کیخدمت میں ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو بذریعہ رجسٹری بہیجا گیا اور آجتک اسکا جواب نہیں آیا

جناب مولانا۔ السلام علیکم۔

مینے آپکی کتب جو آپنے مرزا صاحب کی بابت لکھی ہیں بغور دیکھی ہیں۔ انمیں سے ایک بیان الناس ہے جو آپکے مطبع انصاری میں ۱۳۰۹ھ میں چھپی تھی اس کے صفحہ ۹۶ پر آپنے لکہا ہے " عاجز نہایت زور ہی سے اپنے کو اپنے خدا کی نسبت کہوں ... ذلیل بندہ گندہ جانکر اور اللہ تعالی سے جو احقر کی خبر رکہی ہے اسکا اللہ تعالی پر ہی بہروسہ کرکے اور اپنے مولی کی خبر پر یقین کامل کرکے آپ کو بشارت سناتا ہے کہ آپکے فرضی مسیح کو مولنا سید محمد نذیر حسین صاحب مد ظلہم کے سب و شتم اور حضرت عیسی کی گستاخی کا عوض بہت جلد ملنے والا ہے اور جناب کس عاجز کو اس سوال نے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی سخت بلا ئے جسمی میں مبتلا ہونگے اور جلد ہونگے" اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ مولی کریم کو حاضر و ناظر جانکر اور اس بات پر غور کرکے کہ اسی نے اپنی کلام پاک میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے یہ لکھیں کہ

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا القا آپ پر کسطرح سے ہوا تھا آیا خواب میں کچھ دکہایا گیا تھا یا الہاماً یا کسی اور طرح سے اگر خواب تھا تو وہ کس صورت سے دیکھا تھا اور اگر الہام تھا تو الہام کے اصل الفاظ کیا تھے (۲) آپکی اس عبارت میں الفاظ "بہت جلد" سے کیا مراد ہے۔ (۳) آپ کے نزدیک اسوقت تک آپکی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو جس کو آپ نے فرضی مسیح لکہا تھا وہ اصلی مسیح ہوا یا نہیں اور یہ پیشگوئی آپکی آپ پر حجت ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو کب کس سنہ میں اور کسطرح پر اور اسکا پورا ہونے پر آپنے اپنی کسی آیندہ تحریر میں اس کا اظہار بھی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو کسجگہ؟ اسکی ایک کاپی مجھے بھی بہیجیں اسلئے کہ ایسی آپ کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گذری اور اگر کسی تحریر میں آپنے اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو جسحالت میں اس خبر پر آپ کو بڑا بہروسہ تھا اس کا آپ کی طرف سے اظہار نہ کئے جانیکا کیا سبب ہوا۔

(۴) مرزا صاحب نے مدت دراز سے اپنا یہ الہام مشتہر کر رکہا ہے انی مھین من اراد اھانتک ان کا یہ بھی دعوے ہے کہ جو شخص جس طرح سے اہانت یا ذلت پہونچانے کی کوشش کریگا اسی رنگ میں اللہ تعالی اس مخالف کی اہانت اور تذلیل کریگا۔ آپنے دو طرح سے مرزا صاحب کا مقابلہ کیا تھا۔ اولاً آپنے مذکورہ بالا پیشگوئی میں لکہا تھا کہ مرزا صاحب کو میاں نذیر حسین صاحب کی گستاخی کا عوض ملیگا لیکن دیکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے کہ مرزا صاحب پر آپکی پیشگوئی صادق آوے میاں نذیر حسین خود ہی فوت ہو گئے اور ان کو یہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب کی کسی قسم کی ہتک آپ کے مخبر کے بیان کے موافق دیکھتے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ جس نے مرزا صاحب کو اس الہام کا شرف بخشا ہے بڑا قوی اور سمیع و بصیر ہے۔ دوسرا مقابلہ آپنے یہ کیا تھا کہ ۱۸۹۱ء میں حضرت صاحب کے دہلی تشریف لیجانے پر اپنے صاحبزادہ سے بہت اشتہار دلوائے تھے جسکا نتیجہ بسبب الہام مرزا صاحب یہ ہوا تھا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس صاحبزادہ کا نام و نشان بھی دنیا میں باقی نہ رہا جس کا اظہار خود مرزا صاحب نے اس واقعہ کے تہوڑے ہی عرصہ بعد میں الفاظ کیا تھا۔

کس طرف بہر تا ہے وہ عبدالمجید
ساتھ لادے اپنا فرزند رشید
نام سے دیتا تھا جس کے اشتہار
قدرت حق کی پڑگئی اسپہ مار

مجھے آپ سے بہت کچھ ابھی دریافت کرنا ہے لیکن اپنے مطالب کو بہت مختصر کرکے صرف چند امور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ واقعات آپ پر حجت ہیں یا نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب مفصل طور پر عنایت فرما کر مشکور فرماویں گے۔

عبدالعزیز از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

قابل توجہ گذارش

اسلام کے معنے ہیں اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی آبرو۔ سفلی زندگی اور تمام نفسانی خواہشات کو معبود حقیقی پر قربان کر دینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے ان معانی کو اچھی طرح سمجھا تھا تب ہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی رگوں میں گردش کرتے ہوئے قیمتی خون کو زمین پر اسطرح بہا دیا تھا کہ جسطرح ہم آج وضو کا پانی بہاتے ہیں۔ زبان سے یہ کہنا کہ جان کوئی چیز نہیں اور ہم جان کی کچھ اصلیت ہی نہیں سمجھتے بہت آسان ہے مگر جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ جراح جب ایک پہوڑے میں نشتر لگانے دیتا ہے تو ہم اپنی بہبودی کا نتیجہ سمجھتے ہوئے بھی اسکی نشتر کو تہام لیتے ہیں اور ڈاکٹر کو ایک ادنی درد رساں دانت بھی نکالنے نہیں دیتے۔ اس مضمون کو خوب سوچو اور اپنے بستر و نیز غور کرو کہ جان کا قربان کرنا کسقدر مشکل ہے اور پہر اصحاب کرام کی جانفشانیوں اور کارناموں کو خوب غور سے سوچو۔ پہر یہ غور کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام کا اپنی جانیں قربان کرنا محض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرنا تھا یا خدا پر۔ میرے نزدیک یہی جواب ملیگا کہ خدا پر تب ہی تو خدا تعالی نے فرمایا:

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ پس اسیطرح آج کل ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ہمنے اس بات کو بھی خوب تحقیق کر لیا ہے کہ واقعی یہ مامور من اللہ ہی ہے۔ احمدی لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کا نمونہ ہیں۔ اور کما استخلف الذین من قبلھم کے مصداق ہمیں ہیں لیکن اسطرف توجہ نہیں کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ بڑے شکر کا مقام تہا کہ خدا نے ہمارا وہ سخت امتحان نہیں لیا جو صحابہ کا لیا تھا بلکہ امتحان میں ہمیں بڑی آسانی کیگئی کہ امام زمان نے صرف ہمارے ہی نفع کے لئے نہ اپنے نفع کیلئے نہیں ایک انجمن قائم کی اور رسالہ الوصیۃ اور الحکم وبدر کی اکثر اشاعتوں کے ذریعہ سے ہمارے مال کا جو بمقابلہ جان کے ایک ذلیل ترین چیز ہے انہایت ہی قلیل حصہ اپنے قبضہ سے علیحدہ کرکے خدا کی راہ میں ایک جگہ جمع کرنیکی تجویز بتائی۔ میرے نزدیک دنیا کے کتے ہیں وہ لوگ جنکو اس موجودہ ابتلا پیش آیا اور نجاست کے کیڑے ہیں وہ لوگ جو اتنی ذراسی بات پر استقامت نہیں دکہا سکتے اور بڑے ہی نامرد اور سخت بزدل ہیں وہ لوگ جنکی دلیں اہکر پیدا ہوگئی ہو۔ میرے نزدیک ایسے نامردوں اور ایسے بزدلوں کی ہماری جماعت اور ہمارے امام کو مطلق ضرورت نہیں ہمارے امام کو ان لوگوں کی ضرورت ہی جو زبان حال ہی نحن انصار اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس برادران! خدا کے اس حکم کو پیش نظر رکھو کہ تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اور اے میرے مخالف عزیز و اقارب! خدا تعالی کا یہ فرمان میرے پیش نظر ہے۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

راقم خاکسار اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی

میں نے مہدی کو کیسے پایا

ڈیر ایڈیٹر

میں ملازم پوسٹ آفس ہوں میری سروس قریبا تیرہ برس کی ہے اور اس اثنا میں مجھے اس قسم کی سرکاری جوابدہی میں مبتلا ہونا نہیں پڑا۔ اتفاقا میری تبدیلی ترقی کے ساتھ ضلع مظفرپور میں ہوئی اور میں وہاں گیا اور چارج لیکر دو تین روز کام کیا مگر عجب اتفاق وقت کہ میں بحارت کام ایک روز بیمار ہوگیا اور واسطے ملاحظہ ڈاکٹر کے پوسٹ ماسٹر مظفرپور نے مجھکو حکم کیا میں بموجب حکم اس کے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا مگر ڈاکٹر نے مجھکو قابل کام ٹہرایا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے تاہم اسیری میں واپس مکان چلا آیا اور آکر ایک درخواست پہر واسطے رخصت کے بہیجا۔ جس کے جواب میں افسر ڈاک نے مجھکو بایں جرم کہ بغیر اجازت میں اپنا کام چھوڑ کر چلا آیا سسپنڈ کر دیا ایکروز ہمارے بہائی منشی حاجی بخش صاحب ہمارے پاس آئے اور مجھکو ملول پاکر مسیح موعود کی شان میں کچھ وصاف بیان کیا جس سے مجھکو اعتقاد کامل ہوا اور اسیوقت ایک خط لکھا اور دوسرے روز خط بہائی منشی محبوب علی صاحب کو دیا اور وہاں کو خط بحضور حضرت اقدس روانہ کیا۔ بہائی موصوف نے مجھکو واسطے پڑہنے نماز تہجد کہا اور دعا وغیرہ بتلایا۔ مینے اسی روز سے یہ سب پڑہنا شروع کیا اس درمیان میں مجھے عمدہ عمدہ خواب ہونے لگا اور رقت طاری ہوتی گئی مختصر حال یہ کہ تاریخ ۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو قبل نماز تہجد کے ایک خواب دیکھا کہ میری نہال کا مکان جو گرا ہوا تھا وہ طیار ہوگیا ہے

میں نے ڈاک کے افسر کا حکم پایا کہ جسمیں اس نے مجھکو واسطے جانے مظفرپور کے اپنے کام پر بلا کسی زجر و توبیخ کے حکم دیا۔ اور جس روز مینے خواب دیکھا تھا وہ تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء تھی۔ ... ماسٹر جنرل کلکتہ کی